تنظیم اسلامی کا ترجمان

16

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

10 تا 16 شعبان المعظم 1440ھ / 16 تا 22 اپریل 2019ء

کامل انقلاب کی واحد مثال: انقلابِ نبویؐ

''انقلابِ فرانس'' بہت مشہور ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ واقعی انقلاب تھا' لیکن اس سے صرف سیاسی نظام میں تبدیلی آئی تھی۔ مذہب پہلے بھی عیسائیت تھا' بعد میں بھی وہی رہا۔ سماجی ڈھانچے (social structure) میں بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ تو انقلابِ فرانس میں صرف سیاسی نظام تبدیل ہوا۔ دوسرا بہت مشہور انقلاب روس کا بالشویک انقلاب ہے جو ۱۹۱۷ء میں آیا۔ اس سے صرف معاشی نظام تبدیل ہوا۔ تمام ذرائع پیداوار قومیا لیے گئے اور انفرادی ملکیت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ نوٹ کیجیے کہ یہ دونوں انقلابات ہیں' جبکہ رومن امپائر کا بیک وقت کر سچین ہو جانا انقلاب نہیں ہے۔

اب ذرا محمد رسول اللہ ﷺ کے برپا کردہ انقلاب کا جائزہ لیجیے۔ سب سے پہلے تو یہ دیکھئے کہ کیا واقعی حضور ﷺ نے انقلاب برپا کیا — یا ہم صرف جوشِ عقیدت میں یہ دعویٰ کر بیٹھتے ہیں؟ واقعہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب برپا کیا۔ یہ بات میں جذباتی انداز سے نہیں بلکہ ٹھنڈے تجزیے (cold analysis) سے ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں اس پر اغیار کی گواہیاں پیش کروں گا' اس لیے کہ ''اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ'' (اصل فضیلت وہ ہوتی ہے جس کا دشمن بھی اقرار کریں)۔ دوست اور اعتقاد رکھنے والے تو ہر چیز کی تعریف ہی کریں گے' اصل تعریف وہ ہے جو دشمن کی زبان سے ہو۔ اگر شیر دل کنگ رچرڈ نے صلاح الدین ایوبی کی تعریف کی تو معلوم ہوا کہ واقعتاً صلاح الدین ایوبی بڑی عظیم شخصیت تھی۔

رسول ﷺ انقلاب کا طریق انقلاب

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

امریکہ ایران چپقلش، حقیقت کیا ہے؟

ایمانِ حقیقی کے ثمرات (3)

خطاب بہ جاوید (کلامِ اقبال)

خراب معاشی صورتحال: ذمہ دار کون؟

الجھائی گئی ہے

قادیانیوں کا مقدمہ اور چند بنیادی باتیں

سعادت مند لوگ

سُورۃُ الْاَنْبِیَاء | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات: 101 تا

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓی ۙ اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ ۙ﴿۱۰۱﴾ لَا
یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَھَا ۚ وَھُمْ فِیْ مَا اشْتَھَتْ اَنْفُسُھُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ۚ لَا یَحْزُنُھُمُ
الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَتَتَلَقّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ؕ ھٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

آیت ۱۰۱ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓی ۙ﴾ ''یقیناً وہ لوگ جن کے لیے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی کا فیصلہ ہو چکا ہے''

﴿اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾﴾ ''وہ اس سے دُور رکھے جائیں گے۔''

آیت ۱۰۲ ﴿لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَھَا ۚ﴾ ''وہ اس کی آہٹ تک نہیں سنیں گے۔''

سورۂ مریم کی آیت ۷۱ ﴿وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا ۚ﴾ کے مطابق ایک دفعہ جہنم کا مشاہدہ تو سب کو کرایا جائے گا، لیکن پھر اس کے بعد اس کو اہل جنت سے بہت دور کر دیا جائے گا۔

﴿وَھُمْ فِیْ مَا اشْتَھَتْ اَنْفُسُھُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾﴾ ''اور وہ اپنی دل پسند خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے۔''

تمام مرغوباتِ نفس اہل جنت کو فراہم کر دی جائیں گی اور وہ اس کیفیت میں ہمیشہ رہیں گے۔

آیت ۱۰۳ ﴿لَا یَحْزُنُھُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ﴾ ''وہ بڑی گھبراہٹ انہیں پریشان نہیں کرے گی''

قیامت کی صورت حال بہت ہی بھیانک ہو گی۔ اس آیت میں یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کو اس سے کوئی تکلیف اور پریشانی نہیں ہو گی۔

''فزع اکبر'' سے مراد یہاں صرف قیامت کے دن کی سختیاں ہی نہیں بلکہ زمانہ قرب قیامت کی سختیاں بھی ہیں۔ اس صورتِ حال کا ذکر احادیث میں کافی تفصیل سے ملتا ہے۔

﴿وَتَتَلَقّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ؕ ھٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾﴾ ''اور فرشتے ان سے ملاقاتیں کریں گے (یہ کہتے ہوئے کہ) یہ ہے آپ لوگوں کا وہ دن جس کا آپ سے وعدہ کیا گیا تھا۔''

آج آپ لوگوں کو انعامات سے نوازا جائے گا، آپ کی قدر افزائی ہو گی، خلعتیں پہنائی جائیں گی اور اعلیٰ درجے کی مہمان نوازی ہو گی۔

فرمان نبوی ﷺ

دخول جنت کا ذریعہ بننے والے اعمال

عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ أَعْرَابِیًّا جَاءَ إِلَی رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ: دُلَّنِی عَلَی عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُہُ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ۔ قَالَ: ((تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِكُ بِہِ شَیْئًا وَتُقِیمُ الصَّلَاۃَ الْمَکْتُوبَۃَ وَتُؤَدِّی الزَّکَاۃَ الْمَفْرُوضَۃَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ: وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ لَا أَزِیدُ عَلَی ھَذَا شَیْئًا أَبَدًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْہُ: فَلَمَّا وَلَّی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَنْ سَرَّہُ أَنْ یَنْظُرَ إِلَی رَجُلٍ مِنْ أَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ إِلَی ھَذَا)) (صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے کہ جس کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا ''اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز پڑھو، فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو'' یہ سن کر دیہاتی نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نہ تو اس پر کچھ زیادہ کروں گا اور نہ اس میں سے کچھ کم کروں گا، جب وہ دیہاتی چلا گیا تو رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: ''جو آدمی کسی جنتی آدمی کو دیکھنے کی سعادت اور مسرت حاصل کرنا چاہے وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔''

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

امریکہ ایران چپقلش، حقیقت کیا ہے؟

امریکہ نے ایران کے نیشنل گارڈز جنہیں پاسدارانِ انقلاب بھی کہتے ہیں کو عالمی دہشت گرد تنظیم قرار دے دیا ہے حالانکہ یہ پاسدارانِ انقلاب ایران کی فوج کا باقاعدہ حصہ ہیں۔ جدید دنیا کا یہ پہلا واقعہ ہے کہ کسی ملک کی فوج کے کسی حصے کو دہشت گرد قرار دیا گیا ہو۔ ایران کی سپریم نیشنل سکیورٹی کونسل نے بھی امریکہ کو State Sponsor of Terrorism قرار دے دیا ہے یعنی ایک ایسی ریاست جو دہشت گردی کو سپانسر کرتی ہے اور خطے میں امریکی فوج کو دہشت گرد قرار دے دیا ہے۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ چونکہ امریکہ سیاسی اور معاشی لحاظ سے ایک بڑی عالمی قوت ہے لہٰذا امریکہ کے ایران کی فوج کے ایک حصے کو دہشت گرد قرار دے دینا عملی طور پر بہت زیادہ اثر انداز ہوگا۔ دنیا کے تمام مالیاتی ادارے اور بینک وغیرہ پر امریکہ کا زبردست کنٹرول ہے لہٰذا ایران کے لیے امریکہ کی یہ move زیادہ تکلیف دہ ہوگی جبکہ ایران کا امریکہ کو دہشت گرد قرار دینا قطعی طور پر مؤثر نہیں ہوگا۔

امریکہ ایران تعلقات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب سے امریکہ عالمی قوت بنا ہے، اس خطے میں امریکہ کے ایران کے ساتھ انتہائی قریبی اور دوستانہ تعلقات رہے ہیں۔ پھر رضا شاہ پہلوی کے دور میں تو یہ تعلقات انتہائی بلندیوں تک جا پہنچے۔ اُس وقت امریکہ نے خطے میں ایران کو وہی حیثیت دے رکھی تھی جو حیثیت آج وہ سارے ایشیا میں بھارت کو دینا چاہتا ہے۔ شاہِ ایران اِس خطے میں امریکہ کے ترجمان بلکہ نمائندے سمجھے جاتے تھے۔ ایران، عراق کا تنازعہ بہت پرانا ہے جس پر انقلابِ ایران کے بعد ایک طویل جنگ ہوئی۔ رضا شاہ پہلوی کے دور میں جب کبھی عراق اِس مسئلے کا ذکر کرتا تھا تو شاہ ایران امریکہ کی پشت پناہی کی وجہ سے اتنی بلند اُڑان پر اُڑ رہے ہوتے تھے کہ عراق کا مذاق اُڑاتے ہوئے کہتے تھے مجھے عراق پر ترس آتا ہے۔

بہر حال انقلابِ ایران کے بعد امریکہ سے تعلقات بُری طرح متاثر ہوئے بلکہ بُری طرح بگڑ گئے۔ انقلابِ ایران کا تو نعرہ ہی تھا مرگ بر امریکہ۔ اور یہ تعلقات بدترین سطح پر اُس وقت چلے گئے جب ایران نے امریکی سفارت خانے کے عملے کو یرغمال بنایا تھا۔ ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں گزشتہ چالیس سال میں جتنی شدت سے امریکہ اور ایران کے درمیان الفاظ کی جنگ ہوئی ہے، وہ شاید ہی پاکستان اور بھارت کے درمیان ہوئی ہو اور نہ ہی امریکہ اور روس کے درمیان ہوئی ہوگی۔ کئی مرتبہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ ایران کے درمیان جنگ کسی وقت بھی شروع ہوسکتی ہے۔ لیکن عملی طور پر اسلحہ اور بارود کا استعمال کرتے ہوئے دونوں ممالک میں کبھی جنگ نہیں ہوئی۔ امریکہ نے عراق پر تباہ کن ہتھیار رکھنے کا الزام لگایا اور جھٹ پٹ حملہ کر کے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ حالانکہ اقوام متحدہ کی

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

10 تا 16 شعبان المعظم 1440ھ — جلد 28
16 تا 22 اپریل 2019ء — شمارہ 16

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ٹاسک فورس یہ رپورٹ دے چکی تھی کہ عراق کے پاس ایسے کوئی ہتھیار نہیں ہیں اور پھر عراق کی تباہی اور بربادی کے بعد خود امریکہ نے بھی تسلیم کر لیا کہ تباہ کن ہتھیار کی اطلاع غلط تھی۔ لیکن ایک ملک کا انفراسٹرکچر مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا اور لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتارا جا چکا تھا۔ ایک زمانے میں امریکہ نے ویت نام میں جنگ لڑی اور کچھ نہ ہوا تو کمبوڈیا کو تباہ و برباد کر دیا۔ آج کل شام میں خون کی ہولی کھیلنے والوں میں امریکہ بھی شامل ہے۔ لیبیا کو تباہ و برباد کرنے میں بھی امریکہ کی مرضی شامل تھی۔

نائن الیون میں کوئی افغانی ملوث نہ تھا۔ اُسامہ بن لادن کی وہاں موجودگی کا بہانہ بنایا۔ ایک آدھ بیان داغا اور پھر افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا۔ اگرچہ افغانستان میں اس بدمست ہاتھی کے پاؤں پر چیونٹیاں اِس طرح کاٹ رہی ہیں کہ بدمست ہاتھی دیوانہ ہوا جا رہا ہے۔ ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ امریکہ نے دنیا بھر میں جہاں کہیں چاہا چند ایک بیان داغنے پر اُسے بارود کی آگ سے بھسم کرنے میں دیر نہیں لگائی اور جس ایران کو وہ درجنوں دھمکیاں دے چکا ہے وہاں بات کبھی لفاظی اور تلخ کلامی سے آگے نہیں بڑھتی۔ اللہ نہ کرے کہ کبھی امریکہ ہمارے برادر اسلامی ملک ایران پر حملہ کرے لیکن تجزیہ کار کا تو کام ہے کہ وہ حالات اور واقعات کا باریک بینی سے جائزہ لے۔ یہ سوال تو بہر حال اُٹھتا ہے کہ آخر امریکہ کو ایران پر حملہ کرنے کے حوالے سے کیا رکاوٹ ہے؟ ظاہراً امریکہ ایران پر غراتا رہتا ہے۔ حال ہی میں امریکہ نے عمان سے ایک معاہدے کے تحت دو بندرگاہیں حاصل کر لی ہیں۔ ظاہراً یہ عمل بھی ایران کے خلاف دکھائی دیتا ہے تاکہ ایران کی اِس دھمکی سے نمٹا جاسکے کہ وہ کسی وقت ردعمل کے طور پر آبنائے ہرمز کو بند کر سکتا ہے۔

اِس سارے پس منظر میں ہماری ایک رائے ہے کہ امریکہ ایران جنگ جیسے ماضی میں کبھی نہیں ہوئی، مستقل میں بھی کبھی نہیں ہوگی۔ امریکہ دجل و فریب سے کام لے رہا ہے۔ وہ دنیا کے سامنے ایران کا ہوا کھڑا کر کے اس خطے میں چین اور پاکستان سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتا ہے اور اس جنگ کی لپیٹ میں اگر روس بھی آجائے تو امریکہ کو نتائج کی پروا نہیں وہ یہ رسک بھی لینے کو تیار ہے گویا ساری دنیا تباہ ہوتی ہے تو ہو جائے لیکن وہ عسکری ہی نہیں معاشی طور پر بھی کبھی چین کو آگے بڑھتا ہوا اور دنیا کی سب سے بڑی قوت بنتا ہوا نہیں دیکھ سکتا، چاہے ساری دنیا کو آگ کی جنگ میں جھونکنا پڑے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے امریکہ کو تو بحیثیت ملک اور قوم پاکستان سے رتی بھر خطرہ نہیں۔ لیکن اُس کے دو قریبی ترین حلیف بھارت اور اسرائیل کو پاکستان کے ہاتھوں زک پہنچنے کا خطرہ ہے۔ پھر یہ کہ ایک اسلامی ریاست ایٹمی قوت ہو۔ امریکہ کو کسی صورت یہ منظور نہیں لہٰذا اصل دشمنوں یعنی چین اور پاکستان کو اندھیرے میں رکھنے کے لیے ایک عرصہ سے امریکہ، ایران کو دھمکیاں دے کر اور جنگ کا خطرہ ظاہر کر کے اِس علاقے میں اپنی فوجی قوت کو مضبوط کر رہا ہے۔

علاوہ ازیں امریکہ ایران کا ہوا کھڑا کر کے سعودی عرب کو کارنر کرتا ہے۔ اسے منہ مانگے داموں پر اسلحہ بیچتا ہے اور اُس سے اسرائیل کے مفاد میں شرائط ماننے پر مجبور کرتا ہے۔ ہماری رائے میں پاسدارانِ انقلاب کو دہشت گرد قرار دے کر وہ ایک مثال قائم کرنا چاہتا ہے اور اصلاً پیش رفت پاکستان کی طرف کی جائے گی اور عین ممکن ہے ISI جو پاکستانی فوج کی اصل قوت ہے اُس پر کوئی الزام دھرا جائے اور پھر اُسے دہشت گرد قرار دے دے۔ زمینی حقائق کے مطابق پاکستان کی معاشی حالت اس قدر بگڑی ہوئی ہے کہ دنیوی اسباب میسر نہیں آتے تو پاکستان خود کو قائم نہ رکھ سکے گا۔ لہٰذا ہمیں امریکی اقدام کو اس نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہیے اور ہوش کے ناخن لینا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر پاکستان عسکری اور معاشی واقتصادی لحاظ سے بہت مضبوط اور طاقتور ہوتا تب بھی اسباب کی بجائے مسبب الاسباب پر ہی بھروسا کرنا چاہیے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرنا، اُس سے مدد مانگنا ایک مسلمان فرد اور ایک مسلمان ریاست کا وطیرہ ہونا چاہیے۔ اب جبکہ ہم انتہائی کمزوری اور ناتوانی کے عالم میں ہیں تو ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے سوا کیا چارہ ہے؟ بہر حال پانی ابھی سر سے نہیں گزرا، ابھی وقت ہے۔ ذاتی سطح پر اور ریاستی سطح پر نہ صرف مسلمان ہونا ناگزیر ہے بلکہ مومن صادق ہونا بھی لازم ہے۔ پاکستان نعروں سے بنایا جا سکتا تھا، ہم نے بنا لیا۔ پاکستان کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے عمل کی ضرورت ہے۔ نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر ناگزیر ہے ہم یہ بات دھراتے رہیں گے۔ یہی ہمارا قومی، ملی اور دینی فریضہ ہے۔ حرفِ آخر یہ ہے:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ''پاکستان'' والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ایمانِ حقیقی کے ثمرات (3)

(سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 5 اپریل 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! منتخب نصاب کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں ہم سورۃ التغابن کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ یہ بہت جامع سورت ہے۔ کل 18 آیات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے 13 آیات کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں۔ آج ان شاء اللہ ہم آخری 5 آیات کا مطالعہ کریں گے۔ سورۃ التغابن کے دو رکوع ہیں۔ پہلے رکوع میں ایمانیات ثلاثہ کی تفصیلی تشریح بیان ہوئی ہے جبکہ دوسرے رکوع میں ان ایمانیات کے ثمرات بیان ہوئے ہیں۔ اس سے قبل ہم نے ایمان کے کچھ ثمرات کا مطالعہ کیا تھا جو کہ حسب ذیل تھے۔

1۔ تسلیم و رضا کی کیفیت: سب سے پہلے فرمایا:

﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۱﴾﴾ ''نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے۔ اور جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے، وہ اُس کے دل کو ہدایت دے دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔''

یعنی جو کوئی بھی اللہ پر ایمان رکھتا ہے تو اس کی پہلی نشانی یہ ہوگی کہ وہ ہر کیفیت میں اللہ کی رضا میں راضی رہے گا۔ اُس کا یقین بن جائے گا کہ جو بھی حالات پیش آ رہے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہیں اور اسی میں میرے لیے کوئی بہتری ہوگی۔ جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے خوشخبری بھی سنا دی کہ مومن کے لیے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے۔ اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اس میں بھی اس کے لیے خیر ہے اور اگر کوئی راحت ملتی ہے تو شکر کرتا ہے اور اس میں بھی اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کی سوچ یہ نہیں ہونی چاہیے کہ میں اس مشکل میں سے کیسے نکلوں اور اپنے دشمن کا کیسے مقابلہ کروں۔ بلکہ سوچ یہ ہونی چاہیے کہ جو کچھ ہو رہا ہے مجھے اس میں کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے کہ اللہ کے ہاں آخرت میں سرخرو ہو سکوں۔ اگر ایسی سوچ ہے تو پھر سمجھ لیجئے کہ یہ ایمان کا پہلا ثمر ہے۔

2۔ اطاعت: فرمایا:

﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۲﴾﴾ ''اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی۔ پھر اگر تم نے پیٹھ موڑ لی تو جان لو کہ ہمارے رسول (ﷺ) کے ذمے تو صرف صاف صاف پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے۔''

ایمان کا دوسرا ثمر یہ ہوتا ہے کہ ایسا انسان جس کے دل میں ایمان پختہ ہو گیا تو پھر وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر لبیک کہتے ہوئے انہیں بجا لانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت

مرتب: ابو ابراھیم

محبت و شوق کے جذبے کے ساتھ ہونی چاہیے مارے باندھے نہیں۔ اگر واقعی دل میں ایمان ہے تو پھر زندگی کے ہر معاملے میں اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت شوق محبت کے جذبے کے ساتھ کی جائے گی۔ ایسا بھی نہیں ہونا چاہیے کہ ایک طرف عشق کے دعوے ہوں اور دوسری طرف اللہ و رسول ﷺ کے احکامات سے روگردانی بھی جاری رہے۔ اکثر دیکھا ہوگا کہ یہ بعض ملنگ قسم کے لوگ نماز کے قریب بھی نہیں جاتے۔ پوچھنے پر پتا چلتا ہے کہ ''جی یہ تو ہر وقت اللہ کے حضور میں ہوتے ہیں لہٰذا ان کو نماز کی کیا ضرورت ہے''۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ کو نماز معاف نہیں تھی جو کہ اللہ کے نزدیک اس کائنات کی سب سے محبوب ہستی تھے۔ لہٰذا یہ تصور غلط ہے اور یہ دین کی جڑیں کاٹنے والا تصور اور شیطانی دھوکہ ہے۔ شریعت کی پابندی ہر صورت کرنی ہوگی اور یہ وہی کرے گا جس کے دل میں ایمان راسخ ہو چکا ہوگا۔

3۔ توکل: ایمان کا تیسرا ثمر توکل علی اللہ ہے۔ فرمایا:

﴿اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾﴾ ''اللہ وہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ پس اہل ایمان کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔''

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، کل اختیار اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ مسبب الاسباب ہے۔ لہٰذا ہمارا بھروسا اسباب پر نہیں بلکہ مسبب الاسباب پر ہونا چاہیے۔ کیونکہ ایک کام کا ارادہ اگر انسان نے کیا ہے تو وہ تب ہی پورا ہوگا جب اللہ چاہے گا۔ ایک مرتبہ مشرکین مکہ نے آنحضور ﷺ سے کچھ سوالات پوچھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کل جواب دوں گا۔ آپ ﷺ نے سوچا ہوگا کہ روزانہ ہی جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں، میں ان سے پوچھ لوں گا۔ لیکن کئی دن تک جبرائیل علیہ السلام نہیں آئے۔ پھر جب آئے تو یہ آیت نازل ہوئی:

''اور کسی چیز کے بارے میں کبھی یہ نہ کہا کریں کہ میں یہ کام کل ضرور کر دوں گا۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کو یاد کر لیا کیجئے جب آپ بھول جائیں اور کہیے: ہو سکتا ہے کہ میرا رب میری راہنمائی کر دے اس سے بہتر بھلائی کی طرف۔'' (الکہف: 23،24)

معلوم ہوا کہ ہر چیز پر اختیار صرف اللہ تعالیٰ کا ہے لہٰذا اُسی کے بھروسے پر ہر کام کیا جائے۔

4۔ طبعی محبتوں میں احتیاط: یہ ایمان کا چوتھا لازمی تقاضا ہے۔ فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا

وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

”اے ایمان کے دعوے دارو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں‘ سو ان سے بچ کر رہو۔ اور اگر تم معاف کر دیا کرو اور چشم پوشی سے کام لو اور بخش دیا کرو تو اللہ بہت بخشنے والا‘ نہایت مہربان ہے۔“

یہ دنیا انسان کے لیے مسلسل آزمائش ہے اور ان آزمائشوں میں سے ایک بڑی آزمائش اولاد اور بیویوں کی محبت بھی ہے۔ یہاں اسی حوالے سے خبردار کیا جارہا ہے کہ اگر آپ نے اولاد اور بیوی کو آسائشیں دینے کے لیے حلال وحرام کی تمیز کھو دی یا اُن کی محبت اللہ ورسول ﷺ کی نافرمانی پر مجبور کر رہی ہو تو گویا یہ ایک طرح کی دشمنی ہی ہے کہ جس کی وجہ سے آپ کی آخرت برباد ہونے کا خدشہ ہے۔ اب اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ تم اولاد اور بیوی کو دشمن ہی سمجھنا شروع کر دو بلکہ یہاں بتایا یہ جارہا ہے کہ جس شخص کے دل میں ایمان ہوگا تو وہ ان معاملات میں بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی اس طرح کرے گا کہ نہ تو اولاد اور بیوی کی محبت میں اللہ کی حدود کو پھلانگنے کی کوشش کرے گا اور نہ ہی گھر کو میدان جنگ بنالے گا۔ بلکہ وہ حکمت اور دوراندیشی کے ساتھ اور شریعت کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے معاملات کو حل کرے گا۔

اس کا بہترین طریقہ ہے کہ گھر میں دینی ماحول قائم کیا جائے، شرعی اصولوں کو نافذ کیا جائے اور اس کے بعد جب کسی سے سرکشی ظاہر ہو تو اُسے نرمی اور محبت کے ساتھ سمجھایا جائے۔ اگر عورتیں سرکشی کریں تو انہیں دینی تقاضے یاد دلائے جائیں اور نرمی اور شفقت کے ساتھ پیش آیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: کہ تم میں سے بہتر مسلمان وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہے“۔ لہٰذا معاف کر دینا، چشم پوشی سے کام لینا، درگزر کرنا زیادہ بہتر ہے بشرطیکہ ساتھ ساتھ اصلاح کا پہلو بھی جاری رہے۔ اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ ہونی چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”خبردار تم میں سے ہر شخص اپنی رعیت کا نگہبان ہے اور (قیامت کے دن) تم سے ہر شخص کو اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہونا پڑے گا، لہٰذا امام یعنی سربراہ مملکت وحکومت جو لوگوں کا نگہبان ہے اس کو اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہی کرنا ہوگی، مرد جو اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اس کو اپنے گھر والوں کے بارے میں جواب دہی کرنا ہوگی عورت جو اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے، اس کو ان کے حقوق کے بارے میں جواب دہی کرنی ہوگی اور غلام مرد جو اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس کو اس کے مال کے بارے میں جواب دہی کرنا ہوگی لہٰذا آگاہ رہو! تم میں سے ہر ایک شخص نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک شخص اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ذمہ کچھ افراد کی نگہبانی اور ذمہ داری رکھی ہے۔ ہر شخص اپنی جگہ پر جو بھی خاندان کا سربراہ ہے۔ اس کی مثال اسی چرواہے کی سی ہے جسے ہر وقت اپنی بکریوں کی فکر رہتی ہے اور جیسے اس چرواہے سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے ٹھیک ٹھاک بکریاں واپس کی ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی پوچھے گا کہ تم نے اپنی ذمہ داریاں جو اس حوالے سے تم پر ڈالی گئی تھیں پوری کی ہیں یا نہیں۔ خاص طور اولاد کے حوالے سے ایک انسان کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ان کو حلال رزق کھلائے، دینی تعلیم سے آراستہ کرے، ایمانیات ثلاثہ کو ان کے دل میں راسخ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا رہے، ان کے اخلاق و کردار کو سنوارے اور اس حوالے سے ان کی تربیت کرے اور پھر ایسا ماحول مہیا کرے کہ جس میں منکرات سے بچنے کا ہر ممکن اہتمام ہو۔ آگے فرمایا:

﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾﴾ ”تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے امتحان ہیں۔ اور اللہ ہی کے پاس اجر عظیم ہے۔“

یہاں ایک بہت بڑی حقیقت بیان ہو رہی ہے جس کو بہت توجہ سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ عام طور پر مال اسی لیے جمع کیا جاتا ہے کہ وہ بوقت ضرورت کام آئے اور اولاد کے لیے محنت و مشقت اس لیے کی جاتی ہے، انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم اس نیت سے دلائی جاتی ہے کہ وہ کچھ بن

پریس ریلیز 12 اپریل 2019ء

بھارت ہندوازم کی طرف جبکہ پاکستان سیکولرازم کی طرف بڑھ رہا ہے

امریکہ اس خطے میں ایران کے بہانے فوجی قوت بڑھا کر پاکستان اور چین کے خلاف کوئی فیصلہ کن قدم اُٹھانا چاہتا ہے

حافظ عاکف سعید

بھارت ہندوازم کی طرف جبکہ پاکستان سیکولرازم کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں اپنے خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ بی جے پی کا جو انتخابی منشور منظر عام پر آیا ہے اس کے مطابق بھارت کو حقیقی طور پر ایک ہندو ریاست میں تبدیل کرنا مقصود ہے۔ گویا جو بھارت سیکولرازم کا دعوے دار تھا وہ اب کٹر ہندو ریاست بننے جارہا ہے اور پاکستان جس کی بنیاد ’پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ‘ پر رکھی گئی تھی وہ اسلام کی بجائے سیکولرازم کی طرف بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کے ہندو ریاست بننے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بھارتی مسلمان وہاں درجہ دوم کے شہری شمار ہوں گے۔ اس حوالے سے بھارت کو عالمی قوتوں کی آشیر باد حاصل ہے۔ بی جے پی کے منشور میں بابری مسجد کو رام مندر میں تبدیل کرنے کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ یہ اعلان بھارت بھر میں دوسری مساجد کو بھی مندروں میں تبدیل کرنے کی طرف پہلا قدم ہے۔ کشمیر میں نسل کشی کا سلسلہ بہت عرصہ سے جاری ہے۔ اب 35-A کو ختم کر کے درحقیقت ریاست کشمیر میں مسلمانوں کو اقلیت میں تبدیل کرنے کا منصوبہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی طرف سے ایران کے پاسدارانِ انقلاب کو عالمی دہشت گرد تنظیم قرار دیا جانا عالمی قوتوں کے دہرے معیار کا واضح ثبوت ہے۔ ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ یہ اعلان ہمارے عسکری اداروں کے لیے ایک وارننگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ درحقیقت امریکہ اس خطے میں فوجی قوت بڑھا کر پاکستان اور چین کے خلاف کوئی فیصلہ کن قدم اُٹھانا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان حالات میں ہمارے پاس اللہ کا دامن تھام لینے کے سوا کوئی آپشن نہیں ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

جائیں گے تو بڑھاپے میں کام آئیں گے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مال اور اولاد صرف ذریعہ آزمائش ہیں۔ ان کے ذریعے تمہیں اللہ تعالیٰ جانچ اور پرکھ رہا ہے۔ کیونکہ دنیا ہے ہی دارالامتحان۔ لہٰذا اس بھروسے پر ان کے لیے محنت ومشقت کرو گے تو شاید مایوسی ہو۔ لہٰذا اجر کی توقعات صرف اللہ سے رکھو۔ دنیا میں زندگی وہ گزارو جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔ اس کے مطابق چلو تو اللہ سے تمہیں اجر عظیم ملے گا۔ اللہ سے اجر کی توقع پر اپنی اولاد پر محنت کرو، ان کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرو اور اجر اللہ پر چھوڑ دو اور اصل اجر تو آخرت ہی کا ہے۔ یہ تمام احکامات دینے کے بعد اب پورے مضمون کا خلاصہ بیان کیا گیا کہ: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ’’پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اپنی حدِ امکان تک‘‘۔

تقویٰ اختیار کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن مجید ہے۔ آپ اس کی تلاوت کریں، سمجھ کر پڑھیں گے تو ہر صفحے پر آخرت کا ذکر ملے گا اور اصل زندگی تو ہے ہی آخرت کی زندگی۔ لہٰذا آخرت میں کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔ دنیا کی ناکامی یا کامیابی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اگر دنیا کا معاملہ بہت اہم ہوتا تو کتنے رسول ہیں جو ساری زندگی دعوت دیتے رہے، حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نوسو برس تک دعوت دیتے رہے لیکن ایمان لانے والے چند تھے۔ اگر آپ دنیوی پیمانے سے دیکھیں گے تو یہی کہیں گے کہ یہ انبیاء تو بڑے ناکام رہے۔ (معاذ اللہ) مخلوق کو ٹھیک نہیں کر سکے۔ لیکن اللہ کو کوئی پروا نہیں۔ قرآن میں چھ رسولوں کا ذکر بار بار آتا ہے اور سب کی داستان کا حاصل یہ ہے کہ ساری عمر قوم کو دعوت دیتے رہے۔ لیکن چند افراد ایمان لائے باقی سب کو اللہ نے تباہ وبرباد کردیا۔ لہٰذا آپ نے اپنا کام کرنا ہے دنیا کو نہیں دیکھنا۔ دنیا کے حوالے سے آپ کی جو ذمہ داری ہے وہ آپ نے پوری کرنی ہے لیکن اس کا اصل اجر آخرت میں ملے گا۔ ہم جو چاہتے ہیں کہ ہمیں دنیا میں کامیابی ملے یہ بھی دینی تعلیمات کے خلاف ہے۔ بلکہ دیکھنا یہ چاہیے کہ دنیا میں ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کے حوالے سے ہم آخرت میں اللہ کو جواب دے سکیں گے یا نہیں؟ حتیٰ کہ غلبہ واقامت دین کی جدوجہد میں بھی ہمیں وہی طریقہ اختیار کرنا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیا تھا۔ پھر کامیابی ہو یا نہ ہو لیکن اللہ کے ہاں تو سرخرو ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔ کیونکہ اجر عظیم اسی کے پاس ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا﴾ ’’اور سنو اور اطاعت کرو‘‘

سمع وطاعت کا ایک نظام ہونا چاہیے۔ ایک خلیفہ ہو اور سب اس کے تابع ہوں اور وہ اللہ کے دین کو اپنے ملک میں بھی نافذ کریں اور پھر پوری دنیا میں اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ جیسے اقبال نے کہا کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

یہ چیز دور خلافت راشدہ میں تھی کہ ایک ہی خلیفہ ہے اور اس کا اصل کام یہ ہے کہ جس خطہ ارضی پر اس کو اللہ تعالیٰ نے حکمران بنایا ہے وہاں پر اللہ کے دین کو قائم کرے۔ یہی اس کی اولین ترجیح تھی۔ پھر چاہے ساری دنیا آپ کے خلاف ہو جائے تو ہوتی رہے۔ دنیا تو ہے ہی دارالامتحان۔ لہٰذا دنیا میں ایک جماعت کی حیثیت سے رہنا اصل مطلوب ہے اور اس جماعت کا مقصد پوری دنیا میں اللہ کے دین کو غالب کرنا ہے۔ یہی مشن محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے اور اپنے بعد یہ مشن اپنے اُمتیوں کو سونپ کر گئے۔ لیکن ہم دین کے اس اولین تقاضے کو بالکل ہی بھول چکے ہیں اور اُمت کو ہم نے جغرافیائی سرحدوں میں تقسیم کر لیا ہے کہ یہ عربوں کا ملک ہے، یہ مصریوں کا ہے، یہ ایرانیوں کا ہے، یہ عراق ہے، یہ شام ہے۔ بے شک آپ مسلمان ہیں لیکن ویزے کے بغیر کسی دوسرے مسلمان ملک میں نہیں جاسکتے۔ ہم نے خود اُمت کو پارہ پارہ کر لیا ہے اور اُسی پر خوش ہیں، جشن منا رہے ہیں۔ حالانکہ یہی ہمارے زوال اور پستی کی بنیادی وجہ ہے۔ اسی وجہ سے ہم ذلیل وخوار ہیں۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو مشن دیا تھا اُس کو چھوڑ دیا۔ لہٰذا اللہ نے پہلے بتا دیا تھا کہ دین سے غداری کرو گے تو ذلت ومسکنت کا عذاب تم پر مسلط ہوکر رہے گا۔ آج پوری دنیا میں مسلمان اسی ذلت ومسکنت کا شکار ہیں۔ پاکستان جیسا بہترین خطہ اللہ نے ہمیں عطا کیا، معجزانہ طور پر دیا، اس لیے کہ ہمارا وعدہ تھا کہ یہاں اسلام کو نافذ کریں گے مگر 72 سال ہو گئے ملکی سطح پر اسلام ایک انچ جگہ پر نہیں آیا۔ لہٰذا یہ سمع وطاعت تو نہ ہوئی بلکہ ہم نے سمع وطاعت کا نظام ہی ختم کردیا اور خود کو مسلمان بھی کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ آیت شہادت دے رہی کہ اگر ایمان ہو گا تو سمع وطاعت بھی لازمی ہوگی۔ اگر نہیں ہے تو پھر ہمیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝١٦﴾ ’’اور خرچ کرو (اللہ کی راہ میں) یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور جو کوئی اپنے جی کے لالچ سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ ہوں گے فلاح پانے والے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کے مزاج میں یہ صفت رکھی ہے کہ اس کی طبیعت لالچی نہیں ہے تو وہی اصل میں کامیاب ہے۔ البتہ دنیا کی کچھ نہ کچھ محبت تو ہر ایک کے دل میں ہے لیکن مومن کو اس محبت کو دل سے کھرچنے کی ہمیں کوشش کرنی ہے ورنہ یہی اس کے راستے کی رکاوٹ بنے گی اور جب کوئی اس سلسلے میں کوشش کرے گا تو اللہ مدد کرے گا اور جس کے دل میں دنیا کی محبت زیادہ ہے تو اسے ایک بڑے مقصد کے لیے اس کو قربان کرنا پڑے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ نے بس جس کو جیسا بنا دیا وہ ویسا ہی رہے بلکہ یہ اس کے لیے چیلنج ہے۔ اگر کامیابی چاہیے تو اس کو دنیا کی محبت دل سے نکالنی ہوگی۔

آگے فرمایا:

﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝١٧﴾ ’’اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے تو وہ اسے تمہارے لیے کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ شکور (یعنی قدر دان) بھی ہے اور حلیم (یعنی بردبار) بھی۔‘‘

یعنی یہاں کے بینکوں میں جمع کرانے کی بجائے اللہ کے بینک میں جمع کراؤ۔ آج کل تو ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ ملک سے باہر اثاثے زیادہ محفوظ رہیں گے۔ پہلی ترجیح یہی ہوتی ہے کہ مال کو ملک سے نکال کر باہر لے جائے۔ الا ماشاء اللہ۔ گویا ہم نے دنیا ہی کو اپنا محفوظ ٹھکانہ سمجھ رکھا ہے اور اسی کے لیے سب کچھ جمع کر رہے ہیں حالانکہ ہمارا اصل ٹھکانہ تو آخرت میں ہے اُس کی فکر کرنی چاہیے اور وہاں کے لیے جمع کرنا چاہیے۔

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١٨﴾

’’جاننے والا ہے چھپے اور کھلے سب کا، وہ بہت زبردست ہے، کمال حکمت والا ہے۔‘‘

اگر ہم اللہ کو قرض دیں گے۔ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے تو وہ سب سے بڑا قدردان ہے۔ اسے ضرورت نہیں ہے۔ سب کچھ اُسی کا ہے مگر اس کی راہ میں، اُس کے دین کے لیے جو کچھ خرچ کرو گے وہ اس پر اتنا منافع دے گا کہ تم سوچ ہی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کے حصول اور اس کے ان ثمرات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

سخنے بہ نژادِ نو

نئی نسل سے کچھ باتیں

2

3 گر بگویم می شود پیچیدہ تر	حرف و صوت او را کند پوشیدہ تر!

یہ نکتہ اگر میں کہہ دوں تو (ڈرتا ہوں) کہ اصل مدّعا مزید پیچیدہ ہوجائے گا (میرے) الفاظ اور (میری) آواز اس کو پہلے سے زیادہ (تمہاری نظروں) میں چھپادیں گے

4 سوزِ او را از نگاہِ من بگیر	یا ز آہِ صبح گاہِ من بگیر!

اس (عجیب) نکتہ کا سوز (مجھے دیکھو اور) میرے طرز عمل اور طرز زندگی سے لو اور طرز نگاہ (سوچ) سے حاصل کرو یا میری بے خوابیوں اور صبح اُٹھ کر (اللہ کے حضور) آہ و زاری کو دیکھو (کہ یہ کیا اور کیوں ہے؟)

5 مادرت درسِ نخستیں با تو داد	غنچہ تو از نسیم او کشاد!

تیری والدہ نے تجھے پہلا سبق دیا (یعنی کلمہ اسلام _ اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ سے تعلق جوڑا) تیرا خوشنما وجود اس کی صبح کی نماز و تلاوت سے پروان چڑھا

6 از نسیمِ او ترا ایں رنگ و بو ست	اے متاعِ ما بہاے تو ازو ست

(اے جانِ من) تیرا یہ وجود اور عادات و اطوار اسی کی میٹھی میٹھی باتوں اور تربیت سے بنا ہے (اے ہمارے قابل فخر بیٹے) آج تیری عزت اور منزلت انہی (ماں کی سادہ تعلیمات) سے ہے

3۔ اس بات کا اظہار کردوں اور الفاظ میں کہہ دوں تو میں یہ بات (شاید) سمجھا نہ سکوں اور مزید پیچیدہ بنادوں۔ میرے الفاظ (اس مفہوم کو ادا نہ کرسکیں اور اس کو) تمہارے ذہن کے لیے میرے مدعا کو مزید پوشیدہ کردیں یوں میری بات ناقابل فہم ہوجائے۔

4۔ تعلیمی نصاب سے غائب اور ایسا نایاب نکتہ بیان میں نہیں سما سکتا بلکہ تم اسے میرے رویوں، احساسات اور طرز زندگی کو غور سے دیکھ کر خود اخذ کرو، اپنا ذہن رسا استعمال میں لاؤ اور اسے اپنی سوچ اور تفکر سے حاصل کرو یا مسلم طرز حیات (LIFE STYLE) کے قرآنی بیانیہ سے اخذ کرنے کی کوشش کرو۔

سورۂ مزمل میں سیّدنا حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا راتوں میں قرآن مجید کے ساتھ جاگنے کا جو ذکر آیا ہے کہ آپ ﷺ رات کا بیشتر حصہ قرآن مجید کی خوش الحانی سے تلاوت میں گزار دیتے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے (اور آج بھی مسلمان نوجوان کو ایسا ہی کرنا چاہیے) ❶ اور سمجھ کر پڑھتے اور غور وفکر کرتے تھے میرا رات کو جاگنا اور آہ وزاری بھی اسی کا عکس جمیل ہے۔ اس سے تم یہ نکتہ سمجھنے کی کوشش کرو۔

5۔ اے جانِ پدر! تو نے اپنی ماں کی گود میں آنکھ کھولی اور اس نے تجھے پہلا سبق ہی کلمہ اسلام کا دیا ہے یہ سبق انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ سے جوڑنے والا ہے تیرا خوشنما وجود اسی کی کلمہ اسلام کے شایانِ شان تربیت سے ہی پروان چڑھا ہے اسی کی صبح گاہی کی دُعائیں، اُمنگیں، نماز اور تلاوت سے تیرا وجود پل کر جوان ہوا ہے۔

6۔ اے ہمارے قابلِ فخر بیٹے! آج تو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے مراحل طے کررہا ہے اور عنقریب تو عملی زندگی میں قدم رکھے گا۔ ذرا اس بات کا خیال رہے کہ تیرا وجود اور اس وقت کی نشست وبرخاست کی عادات تیری والدہ کی میٹھی میٹھی باتوں اور راتوں کو جاگ کر تجھے آرام پہنچانے کے عمل سے بنا ہے۔ آج کی تیری عزت اور وقار کا سبب تیری والدہ کی یہی سادہ اسلامی تعلیمات ہیں جس کا تجھے اب پاس کرنا ہے۔

❶ يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ O قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا O نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا O اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا O
”اے کپڑے میں لپٹنے والے! رات کو قیام کرو مگر تھوڑی سی رات، یعنی نصف یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو“
اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ......
”آپ کا ربّ خوب جانتا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ کے لوگ (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات قیام کیا کرتے ہو......“ (1:73 تا 4 اور 20)

> ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
> گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشّاف
>
> علامہ اقبال

جب تک موجودہ نظام کو تہہ و بالا کر کے اسلامی بنیادوں پر دوبارہ اُستوار نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ملک میں کوئی ہمہ گیر تبدیلی نہیں آئے گی: ایوب بیگ مرزا

خراب معاشی صورتحال میں اگر بہتری نہ لائی گئی تو معیشت کے لیے ہی نہیں بلکہ ملکی سلامتی کے لیے بھی سنگین خطرہ ہے: ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی

تنظیم اسلامی اسی پیغام کو اُجاگر کر رہی ہے کہ اللہ کے نظام کو لاؤ! اللہ تمکن عطا کرے گا اور خوف سے امن کی کیفیت میں بھی لے آئے گا: آصف حمید

خراب معاشی صورتحال: ذمہ دار کون؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: عمران خان کی شخصیت کا ایک پہلو وہ تھا جو اقتدار میں آنے سے پہلے ان کے بیانات اور تقاریر سے ظاہر ہوتا تھا اور دوسرا پہلو وہ ہے جو اقتدار میں آنے کے بعد ان کے موقف سے ظاہر ہوتا ہے۔کیا آپ کو ان دو پہلوؤں میں کوئی فرق نظر آتا ہے؟

آصف حمید: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اَلدِّیۡنُ النَّصِیۡحَۃُ قُلۡنَا لِمَنۡ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوۡلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَعَامَّتِہِمۡ۔ (مسلم) ’’دین خیرخواہی ہے، ہم نے عرض کیا کہ کس کے لیے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے‘‘۔

ہمارے ہاں یہ عام تاثر پایا جاتا ہے کہ اگر کوئی حکومت کے خلاف بات کرے تو اُسے دوسری سیاسی جماعتوں کا حمایتی سمجھا جاتا ہے۔یعنی اگر آپ نے نواز شریف کے خلاف بات کی تو لوگ آپ کو پی ٹی آئی کا حمایتی سمجھنے لگیں گے۔لیکن ہم یہاں جو بھی بات کریں گے وہ صرف اور صرف خیرخواہی کے لیے کریں گے۔اگر عمران خان وزیراعظم ہیں تو ہم ان کی صحیح بات کی تعریف کریں گے اور غلط بات پر تنقید کریں گے۔اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم نواز شریف کے حمایتی ہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ نظام کی اصلاح انتخابات سے ممکن ہی نہیں ہے، وہ ایک انقلاب کے ذریعے ہی ممکن ہے اور گزرتا ہوا وقت یہ ثابت کر رہا ہے کہ موجودہ حالات میں منتخب ہو کر کوئی بھی آجائے اور کوئی بھی کسی کو لے آئے تو مسائل حل نہیں ہو سکتے۔البتہ تھوڑی سی بہتری ہو سکتی ہے۔اس اُمید میں ہم مشورہ نواز شریف کو بھی دیتے رہے اور عمران خان صاحب کو بھی دیتے ہیں۔میری ذاتی رائے میں عمران خان سے قدرے زیادہ خیرخواہی کا معاملہ اس لیے تھا کہ انہوں نے الیکشن سے قبل جو باتیں کی تھیں ان میں سب سے اہم ریاست مدینہ والی بات تھی۔انہوں نے ایک اُمید کی کرن یہ جگائی کہ اگرچہ نظام تو نہیں بدلے گا لیکن ہو سکتا ہے کہ عمران خان مخلص ہو اور وہ کچھ بہتری لے آئے۔انہوں نے دوسری بات احتساب کے حوالے سے

مرتب: محمد رفیق چودھری

کی تھی کہ احتساب سب کا ہوگا اور لوٹی ہوئی دولت واپس آئے گی اور کرپٹ لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔اور پھر عمران خان پر مالی بدعنوانی کا بھی کوئی الزام نہیں تھا۔اگرچہ ان کی ذاتی زندگی کا ایک دور ناپسندیدہ رہا ہے جس سے وہ توبہ کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق ظاہر کیا ہے۔باقی دلوں کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔جہاں تک کنٹینر والے عمران خان کا تعلق ہے تو اس حوالے سے ہم ایک ہی جملہ کہیں گے کہ دنیا کا سب سے آسان کام ہے دوسروں پر تنقید کرنا۔انہوں نے کنٹینر پر جو کچھ کہا اس کا حقیقت سے تعلق نہیں تھا لیکن چونکہ انہوں نے ہر چیز کو ریاست مدینہ کے خصوصی پیکیج میں ڈال کر ساری امیدیں دلائی تھیں اس لیے قوم کی یوتھ نے ان سے امید لگائی۔بہرحال جس طرح آج یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ نائن الیون ایک ڈراما تھا اسی طرح یہ حقیقت بھی عیاں ہو رہی ہے کہ عمران خان صاحب خود نہیں آئے بلکہ ان کو لایا گیا ہے۔کن مقاصد کے لیے لایا گیا؟ ہم نہیں جانتے لیکن ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ مقاصد ملک کے لیے نیک ہوں۔لیکن عمران خان صاحب نے جو خواب دکھائے تھے وہ سب باتیں تھیں جو صرف کہی جا سکتی ہیں ان پر عمل کرنا بہت مشکل کام ہے۔وہ جب اقتدار میں آئے تو ان کو اندازہ ہوا کہ یہ آسان کام نہیں ہے۔پھر چونکہ ہماری بیوروکریسی کی اکثریت کرپٹ ہے لہٰذا وہ اس وقت عمران خان کے خلاف محاذ کھولے ہوئے ہے۔اوریا مقبول جان صاحب نے ہمارے ایک پروگرام میں کہا تھا کہ بیوروکریسی یہ سمجھتی ہے کہ اگر عمران خان حکومت میں دو سال نکال گیا تو افسرشاہی کا کباڑہ ہو جائے گا۔تیسری بات یہ ہے کہ عمران خان کی ٹیم کے لوگ ان کے ساتھ نظریاتی طور پر متفق نظر نہیں آتے جو ایک الارمنگ بات ہے۔کیونکہ جس طرح کے سیکولرازم کا پرچار موجودہ وزیر اطلاعات کر رہے ہیں۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاست مدینہ ان کے وہم و گمان سے بھی دور ہے۔پھر عمران خان نے پشاور کی میٹرو نہ بنانے کے دعوے کیے تھے لیکن اب وہ اسے مکمل کرنے والے ہیں۔یعنی انسان جب بڑے بڑے دعوے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دکھاتا ہے کہ بڑا میں ہوں۔بہرحال وقت نے ثابت کیا ہے کہ موجودہ عمران خان اور پہلے والے عمران خان میں بہت فرق ہے۔

ایوب بیگ مرزا: آصف حمید صاحب کی تقریباً تمام باتیں درست ہیں۔لیکن ایک بات کے حوالے سے میں ان کی تصحیح کر دیتا ہوں کہ یہ سچ ہے کہ عمران خان آئے نہیں بلکہ لائے گئے ہیں لیکن ہمارے کئی وزیراعظم جنہیں اس سے پہلے دنیا جانتی بھی نہیں تھی جیسے ذوالفقار علی بھٹو اور نواز شریف، انہیں بھی فوج نے ہی وزیراعظم بنایا تھا۔جبکہ ان کے مقابلے میں عمران خان کا سیاست میں آنے سے پہلے دنیا میں ایک نام تھا اور لوگ کرکٹ اور شوکت خانم ہسپتال کے حوالے سے ان کو جانتے تھے۔جبکہ نواز شریف فوج

کے بل بوتے پر سیاست میں آئے، اور فوج کے بل بوتے پر ہی انہوں نے بڑے بڑے عہدے حاصل کیے۔

سوال: پاکستان کے بگڑے ہوئے معاشی حالات کی سابق حکومت کس حد تک ذمہ دار ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میری رائے میں موجودہ معاشی حالات کی پچھلی دو حکومتیں اور خاص طور پر پچھلی حکومت پچانوے فیصد ذمہ دار ہے اور یہ میں اس کو رعایت دے رہا ہوں۔ سب سے پہلی بات کہ حکمرانی کے نام پر جو ڈاکہ زنی کی گئی اور جس طرح بیرون ملک جائیدادیں بنائی گئیں، جو عیش وعشرت کا ماحول رہا، جو ہمارے وزیر خزانہ ڈار صاحب کرتے رہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ اس پر ڈھٹائی سے یہ کہنا کہ عدالت میں ثابت نہیں ہو سکا حالانکہ کون رسیدیں دے کر چوری کا مال لیتا ہے؟ پھر کیا ہمارے قانونی وعدالتی نظام نے آج تک کسی بڑے چور کو سزا دی ہے؟ آصف زرداری گیارہ سال جیل کے اندر VIP کے طور پر رہا۔ کون نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے؟ لیکن کیا اس کو کوئی قرار واقعی سزا ہوئی؟ لہٰذا یہ تو کوئی جواز ہے ہی نہیں کہ ثابت نہیں ہوا۔ 2008ء میں جب پیپلز پارٹی نے حکومت سنبھالی تو پاکستان پر 30 ارب ڈالر کا قرضہ تھا، پھر جب 2013ء میں نون لیگ نے حکومت سنبھالی تو اس وقت قرضہ 60 ارب ڈالر تک بڑھ چکا تھا۔ نون لیگ کی حکومت جب ختم ہوئی تو اس وقت تک قرضہ مزید بڑھ کر 95 ارب ڈالر تک پہنچ چکا تھا۔ آخر یہ سارا پیسہ کہاں گیا؟ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ قرضہ اب کتنا ہے بلکہ اصل تکلیف دہ مسئلہ یہ ہے کہ وہ کس ریٹ پر لیا گیا کیونکہ پی پی اور نون لیگ کے دور میں ایک وقت ایسا آ گیا تھا کہ بیرونی ممالک نے ہمیں قرضہ دینا بند کر دیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے بین الاقوامی بینکوں سے 22 فیصد شرح سود پر قرضہ حاصل کیا جس کی وجہ سے ہماری سلامتی کے حوالے سے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ جبکہ موجودہ حکومت نے یہ قرضہ تین فیصد پر لیا۔ سابقہ حکومتوں نے ملک کی اہم شاہراہوں، ایئر پورٹس اور اہم قومی و سرکاری عمارتوں کو بھی گروی رکھ دیا۔ 2013ء میں مسلم لیگ نے 182 ارب روپیہ کے سکوک بانڈز ایشو کرنے کے لیے کراچی انٹرنیشنل ایئر پورٹ کو گروی رکھ دیا۔ یہی ایئر پورٹ 2015ء میں دوبارہ 17 ارب روپے لے کر اور 2016ء میں دو مرتبہ 16 ارب اور 80 ارب روپے لے کر گروی رکھ دیا۔ اسی طرح قرضوں کے لیے 2014ء میں فیصل آباد لاہور موٹر وے سیکشن، اسی سال فیصل آباد پنڈی بھٹیاں موٹر وے سیکشنز گروی رکھے گئے۔ وزارتِ خزانہ کی دستاویزات کے مطابق 2007ء سے لے کر 2017ء تک فیصل آباد پنڈی بھٹیاں موٹر وے، اسلام آباد پشاور موٹر وے، اسلام آباد لاہور موٹر وے، فیصل آباد ملتان موٹر وے، اسلام آباد مری مظفر آباد ڈبل سڑک، جیکب آباد بائی پاس، ڈی جی خان راجن پور ہائی وے، اوکاڑہ بائی پاس گروی رکھوائی گئیں۔ اس کے علاوہ پی ٹی وی اور ریڈیو پاکستان کے تمام اثاثہ جات کو گروی رکھ کر قرضہ حاصل کیا گیا۔ ان میں سے زیادہ تر مسلم لیگ ''ن'' کے وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے گروی رکھوائے۔ بہت سارے ماہرین اقتصادیات کے مطابق اسحاق ڈار نے پاکستان کو معاشی شکنجے میں ایسا پھنسا دیا ہوا ہے۔ جس سے نکلنا آئندہ دس سال میں بھی شاید ممکن نہ ہو۔ 2017ء میں تجارتی خسارہ 6457 ملین ڈالر تھا جبکہ کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ 1418 ملین ڈالر تھا۔ بجلی کا سرکلر ڈیٹ پہلے نہیں تھا لیکن نواز دور میں یہ بڑھ کر 12 سو ارب روپے ہوا۔ گیس کا کبھی سرکلر ڈیٹ ہوا ہی نہیں تھا لیکن نواز دور میں وہ 157 ارب روپے تک بڑھ گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان خوفناک معاشی حالات سے ملک کو نکالنے کے لیے عمران خان کی سمت درست نظر نہیں آ رہی لیکن عوام کو ان حقائق کا نہیں پتا کہ خزانے کا حال اس قدر برا ہے کہ ان حالات سے نکلنا بہت مشکل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس برے وقت میں سعودی عرب، چین، یو اے ای وغیرہ سب مل کر پاکستان کو بچا رہے ہیں تب ہم کچھ سروائیو کر رہے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ جو اس وقت صورت حال ہے ان قرضوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے دس سال کی زبردست محنت چاہیے۔ میں نے الیکشن سے قبل اسی پروگرام میں کہا تھا کہ اب جو اگلا حکمران آئے گا وہ بدقسمت حکمران ہوگا۔

سوال: پاکستان کے موجودہ معاشی حالات کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ڈاکٹر شاهد حسن صدیقی: میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت معیشت کی حالت تشویشناک ہے اور کئی لحاظ سے دیکھا جائے تو گزشتہ مالی سال میں جبکہ یہ کہہ رہے تھے کہ تباہی و بربادی ہو رہی ہے لیکن اس کے مقابلے میں کئی شعبوں میں کارکردگی مزید خراب ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان کی آزادی کو بہتر سال ہو گئے ہیں ان بہتر سالوں میں کبھی نہیں ہوا کہ ایک ہی مالی سال میں ہمارے زرعی اور صنعتی دونوں سیکٹرز منفی حد تک پہنچے ہیں۔ اس دور میں یہ پہلی مرتبہ ہوا کہ یہ منفی گروتھ ریٹ ہم دکھا رہے ہیں حالانکہ روزگار یہیں سے ملتا ہے۔ پچھلی حکومت میں ہمارا گروتھ ریٹ 5.2 فیصد تھا۔ جبکہ اس سال ہمارا گروتھ ریٹ 3.5 فیصد ہے حالانکہ ہدف 6.2 فیصد کا تھا۔ یہ جنوبی ایشیا میں سب سے کم گروتھ ریٹ ہے۔ یہ شرم کی بات ہے کہ گروتھ ریٹ نیچے جا رہا ہے اور مہنگائی اور قرضے بے تحاشا بڑھ رہے ہیں۔ دو عالمی کریڈٹ ایجنسیز (جن میں ایک سٹینڈرڈ اینڈ پورز بھی شامل ہے) نے عمران خان حکومت کو چارج شیٹ کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ سے جو توقعات تھیں وہ تو آپ نے پوری نہیں کیں۔ آپ تو اسی راستے پر چل نکلے ہیں جو پچھلے پچیس تیس سال سے ہو رہا تھا کہ طاقتور طبقوں کو مراعات دیں، ٹیکس چوروں کو مراعات دیں، قومی دولت لوٹنے والوں کو مراعات دیں اور اس کا بوجھ 22 کروڑ عوام پر اور ملکی معیشت پر ڈال دیا۔ اگر آپ دیکھیں تو برآمدات میں اضافہ نہیں ہوا، ٹریڈ خسارہ میں کوئی کمی نہیں ہوئی جس کے یہ دعوے کر رہے تھے۔ مزید پریشانی یہ ہے کہ انوسٹمنٹ جس کے بارے میں یہ کہہ رہے تھے کہ پاکستان میں باہر سے پیسہ برسنے لگے گا اس میں 22 فیصد کمی ہوئی ہے۔ بجٹ خسارہ جس کو ہم ام الخبائث کہتے ہیں وہ پچھلے سال کے مقابلے میں بڑھا ہے اور یہ سات فیصد سے تجاوز کر جائے گا۔ ملکی و بیرونی قرضے بے تحاشا بڑھے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں کسی ایک سال میں اتنے قرضے نہیں بڑھے تھے جتنے اس حکومت کے دور میں بڑھے ہیں۔ حالانکہ یہ کہتے تھے کہ قرضے لے کر ملک کو لوٹا گیا ہم تحقیقات کریں گے تو اب یہ تحقیقات کیسے کریں گے جبکہ

> دو عالمی معتبر کریڈٹ ایجنسیز نے عمران خان حکومت کو چارج شیٹ کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ تو اسی راستے پر چل نکلے ہیں جو پچھلے پچیس تیس سال سے ہو رہا تھا کہ طاقتور طبقوں، ٹیکس چوروں، قومی دولت لوٹنے والوں کو مراعات دیں اور اس کا بوجھ 22 کروڑ عوام پر اور ملکی معیشت پر ڈال دیا۔

اس دور میں ان میں اضافہ ہوگیا۔ پچھلی حکومت کی نسبت اس دور میں قرضے بہت بڑھے ہیں۔ یعنی پاکستان کی تاریخ میں قرضوں میں سب سے زیادہ اضافہ ان کے دور میں ہوا ہے۔ اس سال یہ قرضہ کوئی پانچ ہزار ارب روپے ہوجائے گا جبکہ پچھلے 10 سال کا اوسط قرضہ 23 سو ارب تھا۔ اسی طریقے سے بیرونی قرضوں اور واجبات میں اس سال دس ارب ڈالر کا اضافہ ہوجائے گا۔ جبکہ نواز شریف کے دور میں 5.8 ڈالر سالانہ اضافہ ہوا تھا۔ لہٰذا اگر یہ صورت حال ہے اور آپ کوئی بہتری نہیں کر رہے تو پھر تو یہ مایوسی اور پریشانی کی بات ہے جس سے صرف معیشت نہیں بلکہ قومی سلامتی کو خطرہ ہے۔ بھارت نے یہ حکمت عملی اپنائی ہوئی ہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ سرحدوں پر ٹینشن بڑھا کر پاکستان کی معیشت کو تباہ کرے۔ ان کو بھی نقصان ہو رہا ہے لیکن ہمیں زیادہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم امریکہ کی مدد سے اس خطے کے چودھری بن جائیں گے تو پھر اپنا نقصان پورا کرلیں گے۔ ہم یہ بات نہیں سمجھ رہے۔

سوال: عمران حکومت اب تک ٹیکس گزاروں کا اعتماد کیوں نہیں حاصل کرسکی؟

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی: عمران خان نے حکومت میں آنے سے پہلے بڑے بڑے دعوے کیے تھے کہ ہم اقتدار میں آنے کے سو روز کے اندر عدل وانصاف پر مبنی ٹیکسوں کا نظام نافذ کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وفاق اور صوبے ہر قسم کی آمدنی پر ٹیکس لگائیں گے، معیشت کو دستاویزی بنائیں گے۔ کالے دھن کو سفید ہونے سے روکیں گے اور کوئی ٹیکس ایمنسٹی کا جواز پیدا نہیں ہوگا۔ اگر وہ یہ کرتے تو پھر اس سال آٹھ ہزار ارب روپے نہیں بلکہ 9 ہزار ارب روپے ٹیکس اکٹھا ہوتا جو کہ پاکستان کی استعداد ہے۔ لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ اگلے سال بھی ہم اس ہدف کے قریب بھی نہیں ہوں گے بلکہ بہت پیچھے ہوں گے۔ ان کے دور میں ٹیکسوں کی وصولی سٹیٹ بنک کے اعداد وشمار کے مطابق پچھلے سال کی نسبت زیادہ خراب ہوئی ہے۔ یہ عدل پر مبنی ٹیکسوں کا نظام لا ہی نہیں سکیں گے کیونکہ ان کے ممبران پارلیمنٹ، وفاقی کابینہ اور صوبائی اسمبلی تیار نہیں ہیں۔ جب ان کی کابینہ خود اس معاملے میں سنجیدہ نہیں ہے تو یہ پانچ سال میں بھی ٹیکسوں کا عادلانہ نظام نہیں لاسکیں گے بلکہ یہ بربادی پانچ سال چلتی رہے گی۔

سوال: ٹیکس ایمنسٹی سکیم کے حوالے سے موجودہ حکومت نے کیوں یوٹرن لیا؟

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی: یہ پاکستان کے ساتھ مالی این آر او سے بڑھ کر غداری ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک آدمی ٹیکس ایمنسٹی سکیم سے استفادہ کرتا ہے تو گویا وہ اقرار کرتا ہے کہ میں چور ہوں، میں نے ٹیکس چوری کی ہے، میں نے رشوت لی ہے، میں نے ڈرگ سمگلنگ کی ہے، یعنی وہ ہر قسم کے جرم کا اقرار کرتا ہے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم ٹیکس ایمنسٹی جاری کرنے والوں کے خلاف کیسز ری اوپن کریں گے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے 22 جنوری کو ایک لیٹر جاری کردیا تھا جس میں یہ کہا تھا کہ پچھلی ایمنسٹی سکیم کے تحت جو تحقیقات ہو رہی ہیں وہ فوراً بند کردی جائیں۔ ہندوستان میں مودی نے کہا تھا کہ جو ٹیکس چور ہیں ان سے میں سو روپے پر 45 روپے ٹیکس لوں گا۔ ادھر ہم نے دو سے پانچ فیصد لیا۔ اس وقت FBR نے یہ کہا تھا کہ جو اس ٹیکس ایمنسٹی سے فائدہ نہیں اٹھائے گا اس کی نسلیں بھی روئیں گی، ہم ان کو تباہ کردیں گے اور اب یہ دوسری سکیم لا رہے ہیں تو معیشت کا پہلا قانون یہ ہے کہ اگر آپ کی معیشت دستاویزی نہیں ہے، کالے دھن کو آپ سفید کر رہے ہیں تو وہ ناکام ہوگی کیونکہ کالا دھن پیدا ہوتا رہے گا۔ دنیا کے کسی ملک نے اتنی ٹیکس ایمنسٹی نہیں دی جتنی انہوں نے دی ہے۔ جبکہ یہ ایک قومی المیہ ہے اور پاکستان کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی سازش ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ اس پر سپریم کورٹ کیوں نوٹس نہیں لیتا۔ عمران خان نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ ہم اقتدار میں آنے کے بعد لوٹی ہوئی دولت واپس لائیں گے۔ لیکن اب انہوں نے یہ قانون بنادیا ہے کہ جو آف شور آماجگاہوں میں پیسہ پڑا ہے وہ اگر پاکستان نہ لانا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سوال: مزید قرضوں اور بجٹ 2019ء کے بعد مہنگائی کا کیا حال ہوگا؟

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی: روپے کی قدر مزید گرے گی۔ انٹرسٹ ریٹ مزید بڑھیں گے۔ پٹرول، بجلی اور گیس کے نرخ مزید بڑھیں گے۔ اس کے بعد عوام پر نئے ٹیکسز لگیں گے۔ قومی اثاثے اونے پونے بیچے جائیں گے اور یہ غیر ملکی بھی لے سکتے ہیں۔ معیشت کی شرح نمو دست ہوگی اور میرا اندازہ ہے کہ تقریباً چالیس لاکھ آدمی جو پہلے غریب نہیں تھے وہ سطح غربت سے نیچے چلے جائیں گے اور اس سال کم سے کم بارہ لاکھ آدمی مزید بے روزگار ہوجائیں گے۔ یعنی بے روزگاری بڑھے گی۔ تو پچاس لاکھ مکان بنانا اور ایک لاکھ نوکریاں دینا ایک ایسی بات ہے جس کو احمقانہ بات کہیں گے۔

آصف حمید: صورت حال بہت خراب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عمران خان کے چہرے پر میں نے مسکراہٹ نہیں دیکھی۔ ظاہر ہے وہ جس کرب سے گزر رہے ہیں وہ واضح ہے۔ بہرحال یہ اللہ کا عذاب ہے کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے بہت ساری غداریاں کی ہیں اور ہمارے اوپر خائن ترین لوگ برسر اقتدار آتے رہے ہیں۔ نہرو نے کہا تھا کہ آزادی کے بعد ہم جاگیرداری ختم کردیں گے تو پھر سارے جاگیردار لوگ مسلم لیگ میں آگئے اور اب یہی معاملہ پاکستان میں ہے کہ جتنے مفاد پرست لوگ تھے وہ سارے پی ٹی آئی میں آگئے اور وہ عمران خان کو کچھ کرنے نہیں دے رہے۔ کیونکہ اس کی ٹیم میں بھی بددیانت لوگ موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جب تک انقلاب نہیں آئے گا حالات بہتر نہیں ہوں گے۔

ایوب بیگ مرزا: ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی صاحب ہمارے ملک کے مایہ ناز ماہر اقتصادیات ہیں۔ لیکن انہوں نے جو باتیں کہی ہیں ان میں کچھ باتیں خلاف حقیقت ہیں۔ برآمدات میں اضافہ ہوا ہے اور کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ کم ہوا ہے۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ عمران خان نے کنٹینر پر جو باتیں کہی تھیں وہ ان پر عمل نہیں کر پا رہے ہیں۔ ٹیکس ایمنسٹی کی مثال لے لیں کہ انہوں نے پہلے کھل کر مخالفت کی تھی لیکن اب خود اس کا حکم دے رہے ہیں۔ اس کے جو بھی اسباب ہیں وہ اپنی جگہ لیکن انہیں اس طرح کے دعوے نہیں کرنے چاہئیں تھے۔ اگر مجھے اندازہ تھا کہ آنے والا حکمران بدقسمت ہوگا تو جو شخص حکومت حاصل کرنا چاہتا تھا اس کو تو اپنا مکمل ہوم ورک کرنا چاہیے تھا۔ لیکن یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ چھ ماہ میں کہا جائے کہ یہ کام ہر صورت ہونے چاہیے تھے۔ بہرحال پھر بھی ان کی سمت ابھی تک درست نہیں ہوسکی۔

سوال: حکومت کے مطابق معیشت میں بہتری آرہی ہے۔ یہ دعویٰ کس حد تک درست ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ایسے دعوے ہر حکومت کرتی رہی ہے۔ لیکن میں کہوں گا کہ اگر حکومت نے اپنی معاشی پالیسی درست نہ کی اور اپنی سمت درست نہ کی تو پھر عوام پسیں گے۔ سکندر مرزا بھی لندن چلا گیا، یحییٰ خان بھی چلا گیا تھا لیکن خیر واپس آکر یہاں مرا تھا۔ ایوب خان کا بھی کسی نے کچھ نہ بگاڑا۔ مشرف بھی نہیں آنا چاہتا۔ آج تک کسی کا

احتساب ہوا ہے؟ اور ہم آج جو اس حال تک پہنچے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی نے اچھا نہیں کیا۔

آصف حمید: اصل میں سود ایسی خوفناک چیز ہے کہ اس میں جو پھنس جاتا ہے چاہے وہ ایک فرد ہو، خاندان ہو، کوئی کمپنی ہو یا کوئی ملک ہو وہ نہیں نکل سکتا کیونکہ سود بنایا ہی پھنسانے کے لیے گیا ہے۔ مجھے تو خوف ہے کہ اگر خدانخواستہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ آپ اپنے ایٹمی اثاثے ہمارے حوالے کر دیں۔ جب تک وہ ہمارے حوالے نہیں کریں گے اس وقت تک آپ بھوکے ہی مریں گے۔

سوال: بیرون ملک لوٹی ہوئی دولت کو واپس لانے کے لیے حکومت نے اب تک کیا پیش رفت کی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ہمارے جو قوانین ہیں ان کے تحت کسی صورت دولت واپس نہیں لائی جاسکتی۔ نئے قوانین بنانے پڑیں گے۔ اس حکومت کے پاس قومی اسمبلی میں سادہ اکثریت ہے لیکن سینٹ میں اپوزیشن کی اکثریت ہے لہٰذا یہ حکومت کوئی نیا قانون نہیں بنا سکتی اور اس معاملے میں اپوزیشن کبھی تعاون نہیں کرے گی۔ لہٰذا نئے قوانین نہیں بن سکیں گے۔

سوال: معیشت میں بہتری لانے کے لیے دین اسلام ہمیں کیا اصول وضوابط بتاتا ہے؟

آصف حمید: جب ہم دین اسلام کی بات کریں گے تو پہلے ہم اسلام کو بطور دین ماننے والے تو بنیں۔ اسلام میں سود بہت بڑا گناہ ہے بلکہ قرآن کے مطابق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا سودی کاروبار کرنے ولوں کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ لیکن وہ ہمارے ہاں جائز انداز سے چل رہا ہے۔ سود میں جکڑے جانے کے بعد ہمارے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ ہمارا عدالتی نظام انگریز کے قانون کے مطابق چل رہا ہے۔ ہمارا کل کا کل نظام درست نہیں ہے اس کو اسلام کے مطابق بنائیں گے تو تب ہی کوئی بڑی تبدیلی آئے گی۔ لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ سے اعلان بغاوت کیا ہوا ہے۔ ہمارا نعرہ تھا پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ! لیکن ہم نے اس نعرے کو صرف ایک سلوگن کی حد تک رکھا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی ہر چیز سے نکال کر باہر کر دیا ہے۔ لہٰذا جب تک ہم اپنی اصلاح نہیں کریں گے اللہ کا عذاب ہم پر رہے گا۔ تنظیم اسلامی اسی پیغام کو اجاگر کر رہی ہے کہ اللہ کے بندو! اس نظام کو لے کر آؤ! وہ لاؤ گے تو اللہ تمہیں تمکن بھی عطا کرے گا اور تمہیں خوف سے امن کی کیفیت میں بھی لے کر آئے گا۔ ہمیں رجوع کرنا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ ہم سے غلطی کہاں پر ہوئی اور اس کو ہم کیسے ٹھیک کریں؟ ہمیں اللہ کی طرف لوٹنا چاہیے اور توبہ کرنی چاہیے۔

ایوب بیگ مرزا: معیشت کے حوالے سے قرآن پاک نے ہمیں سنہری اصول دیے ہیں۔ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ ایک یہ کہ سود، سٹہ، جوا وغیرہ کو مکمل طور پر حرام قرار دے دیا۔ پھر یہ کہ ارتکاز دولت کی اجازت نہیں دی بلکہ تاکید کی کہ دولت کی گردش ہونی چاہیے۔ دوسرا اصول یہ کہ اپنے مال میں سے دوسروں کے لیے خرچ کرنے کا نظام دیا۔ جس میں زکوٰۃ، عشر، صدقہ خیرات وغیرہ شامل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان دو اصولوں کو نافذ کر دیا جائے تو معیشت خود بخود بہتر ہو جائے گی۔ لیکن جمہوریت کے ذریعے عمران خان آئیں یا کوئی اور آئے وہ ان چیزوں کو نافذ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے لیے ایک بنیادی انقلاب کی ضرورت ہے۔ یعنی موجودہ نظام کو تہ وبالا کرنے کے بعد اسلامی بنیادوں پر نظام کو استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف معاشی نہیں بلکہ معاشرتی اور سیاسی سطح پر بھی اسلام کو نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک ہمہ گیر تبدیلی نہیں آئے گی اس وقت تک کوئی بہتری نہیں آئے گی۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(04 تا 10 اپریل 2019ء)

جمعرات (04 اپریل) کو مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں حسب پروگرام صبح 9 بجے تحریک خلافت پاکستان کی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعدازاں تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کے ہفتہ وار اجلاس میں شرکت کی۔ اسی روز بعد نمازِ مغرب جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں منعقدہ ایک محفل نکاح میں خطبہ دیا۔ جمعہ (05 اپریل) کو جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعدازاں سہ پہر 3 بجے شکاگو (امریکہ) سے آئے ہوئے ایک سابق رفیق تنظیم ہاشم خان سے ملاقات کی۔ محترم ہاشم خان نے ہفتہ کی صبح تک قیام کیا۔ بہت سے متفرق امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ ہفتہ (06 اپریل) کو قرآن اکیڈمی میں ضروری انتظامی امور نمٹائے اور اسی دوران حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم سمن آباد کے دو رفقاء جناب ذیشان شریف اور جناب احسن فاروق سے ان کی خواہش پر تفصیلی ملاقات کی۔ اتوار (07 اپریل) کو صبح 10:30 بجے تا ظہر قرآن آڈیٹوریم میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار بعنوان ''مغرب میں اسلاموفوبیا کا بڑھتا ہوا رجحان'' کی صدارت کی اور صدارتی خطبہ بھی دیا۔

سوموار (08 اپریل) کو قرآن اکیڈمی میں صبح 10 بجے فیصل آباد سے آئے ہوئے ایک حبیب جناب خالد جمال سے فحاشی کے انسداد کے حوالے سے تفصیلی ملاقات کی۔ اس موقع پر مرکزی ناظم نشر واشاعت جناب مرزا ایوب بیگ بھی موجود تھے۔ منگل (09 اپریل) کو صبح 9 بجے قرآن اکیڈمی میں رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) میں اہل سنت والجماعۃ اور اسلامی فرقوں کے حوالے سے تفصیلی لیکچر دیا۔ بعدازاں سوال وجواب کا سیشن بھی ہوا۔ اس کے بعد مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں ضروری تنظیمی امور نمٹائے۔ اسی روز بعد نمازِ مغرب گڑھی شاہو میں حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام منعقدہ ''سیرت النبی ﷺ کورس'' کے شرکاء میں اسناد تقسیم کیں اور اختتام پر تذکیری خطاب بھی کیا۔ اس موقع پر نائب ناظم اعلیٰ (مرکز) جناب ڈاکٹر امتیاز احمد بھی موجود تھے۔ بدھ (10 اپریل) کو ''دارالاسلام'' میں اسلام آباد سے آئے ہوئے ایک بزرگ رفیق تنظیم جناب کمانڈر شریف سے ملاقات کی۔ باہمی دلچسپی کے موضوعات پر تبادلہ خیال کے علاوہ مرکز میں موجود ذمہ دارانِ تنظیم سے ملاقات کروائی گئی اور زیر تعمیر مسجد کا visit کروایا گیا۔ اسی روز بعد نمازِ ظہر قرآن اکیڈمی میں ہفت روزہ جریدے ''فرائیڈے سپیشل'' کے نمائندے کو انٹرویو دیا' جس دوران مرکزی ناظم نشر واشاعت جناب مرزا ایوب بیگ بھی موجود رہے۔ (مرتب: محمد یونس)

الجھائی گئی ہے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ ٹرمپ کروٹ کروٹ افغان جنگ سے جان چھڑانے کو اظہارِ بیزاری کر رہا ہے۔ 2 اپریل کو طالبان سے معاملات طے پانے کی امید ظاہر کرتے ہوئے اس جنگ کو 'بدغیبیں' اور 'مضحکہ خیز' قرار دیا! قبل ازیں سالانہ خطاب میں بے پناہ امریکی جانی و مالی نقصانات کا ذکر کرتے ہوئے جب کہا کہ 'بڑی قومیں ختم نہ ہونے والی جنگیں نہیں لڑتیں'' تو امریکی سرکار اور جرنیلوں نے تادیر کھڑے ہو کر (اپنے اوپر) تالیاں بجاتے تائید کی! اسی 18 سالہ المیے اور تاریخی حقیقت کی تائید سورۃ البروج کر رہی ہے۔ یہ سورۃ رواں تبصرہ ہے وحشت بھری اس پوری جنگ پر۔ انجام کار وہی ہے جو ہر دور کی متکبر سپر پاوروں (بڑی قوموں) کا ہوا۔ بات صرف ایمان بالقرآن، عمل اور یقین کی ہے جو آج ناپید ہے۔

''کیا تمہیں لشکروں کی خبر پہنچی ہے؟ فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی؟ مگر جنہوں نے کفر کیا ہے وہ جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں، حالانکہ اللہ نے ان کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔'' (البروج: 17 تا 20)

ٹرمپ نے 'بدغیبیں اور مضحکہ خیزی' کا ذکر کیا، اس کی تصویر CNN نے دکھائی ہے۔ باگرام اڈے پر کھڑی قطار اندر قطار دیوہیکل قلعہ نما گاڑیاں۔ افغانستان کے طول و عرض میں پھیلی لاکھوں امریکی گاڑیاں (یا ان کے قبرستان) جنہیں اب اربوں ڈالر خرچ کر کے واپس گھر جانا ہے۔ ساٹھ فیصد سپر اتحادی پاکستان کے ذریعے (کراچی بندرگاہ) جائیں گی! تھکی ماندی، نہتی طالبان فوج کے ہاتھوں شکست خوردہ! اربوں ڈالر ڈکار گئیں، لاحاصل! حق و باطل کے معرکے کی مبہوت کن کہانی، ٹیکنالوجی کی، ایمان کے مقابل بے چارگی!

ایک اور تصویر ان پانچ طالبان رہنماؤں کی ہے جو 13 سال دست و پابستہ گوانتاناموبے کی جیل میں تشدد، تحقیر، ظلم سہتے رہے۔ یہ دمکتے چہرے اب مذاکرات کی میز پر امریکی جرنیلوں، سی آئی اے اہل کاروں، امریکی، قطری افسران کے مقابل بیٹھے ہیں۔ سپر پاور ان سے امن کی بھیک مانگتی ہے۔ یہ ہے تقدیر اور حالات کا جبر! مرکزی اہمیت کے حامل، سابقہ قیدی ملا خیر خواہ کہتے ہیں: ''میں یہ نہیں سوچتا کہ انہوں نے میرے ساتھ کیا کیا جواب میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ میرے نزدیک ملکی مفادات اور مقاصد کا تحفظ اہم تر ہے۔'' یہ تصویر، مذاکرات اور مکالمے تاریخ ساز ہیں! طالبان چھ ماہ میں امریکی انخلا کو ناگزیر قرار دے رہے ہیں۔ زلمے خلیل زاد تکنیکی وجوہات کی بنا پر انخلا کو سست رفتار اور پیچیدہ عمل قرار دیتے ہیں۔ جو شاید مذکورہ لدے پھندے اڈوں سے سائنس اور ٹیکنالوجی کے لات و منات، ہبل اور عزیٰ (وہ بت جنہیں ہم نے بھی 18 سال پوجتے امریکہ کا ساتھ دیا) لاد کر واپس لے جانے کا عمل ہے!

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شب غم گزار کے!

مقامِ عبرت!

13 سال قید و بند کی آزمائش کے بعد ان چہروں کی طمانیت، سکینت، نورانیت دیدنی ہے۔ شاید اسی لیے الجزیرہ تا نیویارک ٹائمز سبھی نے عالمی میڈیا میں جگہ دی ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ شرعی حلیئے، متشرع باریش چہرے! دہشت گردی کے نام پر گھڑے افسانوں پر پانی پھیرتے، ذرائع ابلاغ کے پراپیگنڈے کا منہ چڑا رہے ہیں۔

ادھر نیوزی لینڈ سانحے نے سکارف ان کی وزیر اعظم سے لے کر بے شمار غیر مسلم خواتین کو اوڑھا دیا۔ آسٹریلیا کے ایک سینیٹر فریزر اینینگ نے مسلمانوں کے خلاف (کرائسٹ چرچ سانحے کے تناظر میں) دو جملے کیا بول دیئے، آسٹریلوی سینٹ کے ارکان نے شدید مذمت کر ڈالی۔ ایک خاتون سینیٹر تو شدتِ جذبات سے لال بھبھو کا ہوئی، اس پر خوب گرجی برسی، اسے آسٹریلین ماننے سے بھی انکار کر دیا۔ ''تم ہمارے لیے باعث ننگ و عار ہو۔ تم ہم میں سے نہیں۔ نسل پرستی اور نفرت پھیلانے کی تم نے جرأت کیسے کی۔ ہم نے وہ پچاس (مسلمانوں کے) نام سنے ہیں جو اس میں مار دیئے گئے۔'' نیوزی لینڈ کے بعد آسٹریلیا میں مسلمانوں سے ہمدردی کا مظاہرہ اور زیادہ حیران کن ہے۔ کیونکہ آسٹریلیا شدید متعصب ہونے کی شہرت رکھتا ہے! ہوا کا رخ بدل رہا ہے؟ اس طویل ترین جنگ نے دنیا بھر کو ہمہ گیر طریقے سے چرکے لگائے ہیں۔ عقل و شعور، دل دماغ، ہوش گوش سے کام لینے والوں کے لیے اس میں بے شمار نشانیاں اور اسباق ہیں۔ امریکی فوجی جہاں مفلوج اور نفسیاتی ذہنی مریض بن کر اپنے معاشروں میں عبرت کا نشان بن کر لوٹے ہیں۔

وہاں اب ایک اور عارضہ بھی سامنے آ رہا ہے اور وہ ہے سیسہ زہر خورانی (Lead Poisoning) کا۔ نیویارک ٹائمز میگزین نے اس رپورٹ کو شائع کیا ہے۔ ایسا ہی ایک فوجی تشخیص ہونے سے پہلے 7 سال گونا گوں بیماریاں لیے ہسپتال ہسپتال مارا مارا پھرتا رہا۔ امریکہ جیسے ہائی فائی طبی سہولیات والے ملک میں مایہ ناز سپوت کو تشخیص کے لیے اتنی جوتیاں چٹخانی پڑیں۔ تا آنکہ وجہ ہاتھ آئی۔ ان کیسز میں سے ایک ماسٹر سارجنٹ ڈارڈیا جو کورس کرواتا تو 6 ہفتے کے دوران فی فوجی ڈیڑھ لاکھ راؤنڈ فائر کرواتا۔ 3 سالوں میں ایسے 16 کورسز کا نتیجہ اس نے سیسہ زہر خورانی کی صورت بھگتا۔ جس سے ہائی بلڈ پریشر، دردِ شقیقہ، جھٹکے، بانجھ پن، دو دو نظر آنا (ایک طالب کی جگہ 2 طالبان!) جسمانی عدم توازن، پٹھوں کی کمزوری، دماغ ماؤف ہونا، دل کی بے ربط دھڑکن، تھکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بھی پتہ چلا کہ اتنا بے پناہ اسلحہ ہواؤں فضاؤں میں جو اثرات چھوڑتا ہے اس سے فوجی علاقوں میں رہنے والے بچے بھی محفوظ نہیں۔ یہ سوال اٹھنے پر شدید اضطراب پیدا ہوا ہے جسے دبانے چھپانے کی حتی الوسع کوششیں جاری ہیں! تاہم یہ سوال اپنی جگہ ہے کہ پورے گلوب میں بارود اور سیسہ اتارنے والے عالمی چودھریوں نے دنیا کو ناقابل رہائش بنا دیا ہے۔ اس تناظر میں افغان، شامی، فلسطینی، عراقی، یمنی جنگ زدہ آبادیاں ہمارا مقدر؟ فضائی آلودگی کا بھیانک جرم بین الاقوامی سلامتی کے اداروں کے کان پر جوں تک نہیں رینگنے دیتا۔ عالمی موسمیاتی تبدیلیاں، بڑھتا ہوا درجۂ حرارت، گلیشئر پگھلنے

کے اسباب، سمندروں تک میں پانی گرم ہونے سے آبی حیات کو لاحق خطرات!

’’خشکی اور تری (بحروبر) میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے ان کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آئیں۔‘‘ (الروم: 41)

فکر ونظر رکھنے والے ان حقائق پر شدید متوحش اور احتجاج کناں ہیں۔ پاکستان اپنی معاشی بدحالی کے ہاتھوں سر اٹھانے کے قابل نہیں۔ سو ہر ایشو پر ہمارا ردِعمل حد درجے غلامانہ، فدویانہ، غیرت اور وقار سے عاری ہوتا ہے۔ گھوٹکی میں دو بچیوں کے آزادانہ بلا جبر و اکراہ قبول اسلام اور نکاح کے معاملے پر ہمارا رویہ اتنا معذرت خواہانہ اور گھگیاہٹ کا مارا ہوا ہے کہ عدل و انصاف بھی گہنا جائے۔ حتیٰ کہ ہسپتال سے ہڈیوں تک کا ٹسٹ کروایا گیا کہ کسی طرح (ہندوؤں کے وکیل کی خواہش کے مطابق) کم عمری ثابت کی جا سکے۔ وہاں سے بھی بچیاں ساڑھے اٹھارہ اور ساڑھے انیس سال عمر کا سرٹیفکیٹ لے آئیں۔ بھارت الگ واویلا مچا رہا ہے۔ حالانکہ سادہ حقیقت تو تاریخ کے آئینے میں بھی یہی ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔ اپنے اندر فطری کشش اور جاذبیت رکھتا ہے۔ (لاشعور میں پیوست اللہ کے روبرو کیے وعدۂ الست کی بنا پر) آخر ہندوستان بھر کی مسلم آبادی میں باہر سے (عرب محمد بن قاسمؒ، افغان اور وسط ایشیائی) آ کر آباد ہونے والے تو صرف 15 فیصد ہیں۔ 85 فیصد تو (انہی بچیوں کی طرح) ہندو، سکھ ہی سے مسلمان ہوئے تھے۔ یہ جو سرحد کے آر پار وہی ذاتیں ہیں، راجپوت، جاٹ، آرائیں! وہی تارڑ چیمے چٹھے دونوں جانب، تو یہ قبول اسلام ہی کا نتیجہ ہے! اب اسے جبر قرار دینا لایعنی ہے۔ سو نہ بھارت کو چڑھ دوڑنے کی ضرورت ہے، نہ ہمیں بچیوں کو عدم تحفظ کا شکار کرنے کی۔ کل وہ ہندو تھیں تو مسلم ریاست میں حقوق اور تحفظ دینا ہمارا فرض تھا۔ اب انہوں نے اسلام قبول کیا ہے تو وہ ہماری عزت مآب باوقار بیٹیاں ہیں، بہوئیں ہیں۔ حکومت انہیں بھرپور تحفظ فراہم کرے جبکہ وہ عدالت میں بیان دے چکیں۔ ہماری عدلیہ حسینہ واجد یا السیسی کی عدلیہ تو نہیں جہاں فیصلوں کی بنیاد حق و انصاف کی جگہ کفر نوازی اور اسلام دشمنی ہو!

کہانی آپ الجھی ہے کہ الجھائی گئی ہے
یہ عقدہ تب کھلے گا جب تماشا ختم ہو گا

بیابہ مجلس اسرار

مکمل سماجی اور قانونی مساوات

نظامِ خلافت میں کامل انسانی مساوات کا تصور کارفرما ہوگا۔ تمام انسان برابر سمجھے جائیں گے، نہ کوئی اونچا ہوگا اور نہ کوئی نیچا۔ اسلامی معاشرے میں کوئی سید اونچا اور مصلی نیچا نہیں۔ ایسے تمام تصورات کو ختم کرنا ہوگا اور ان کی جڑیں کھودنا ہوں گی، اس لیے کہ اسلام میں اونچ نیچ کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو سیدنا بلال کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

اسی طرح قانون کی نظر میں سب لوگ برابر ہوں گے۔ اسلام کے عدالتی نظام میں یہ تصور موجود نہیں ہے کہ سربراہ مملکت یا خلیفۂ وقت عدالت میں حاضری سے مستثنیٰ ہے۔ یہ تو خیر اتنی انہونی بات نہیں ہے۔ لیکن نظامِ خلافت میں دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ مطلوبہ گواہوں کی عدم دستیابی کے باعث خود خلیفۂ وقت کا مقدمہ عدالت سے خارج کر دیا گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقدمہ قاضی شریحؒ کی عدالت میں زیرِ سماعت تھا اور یہ مقدمہ اس لیے خارج ہوگیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس غلام اور بیٹے کی گواہی کے علاوہ کوئی دوسری شہادت موجود نہ تھی، اور یہ شہادتیں اسلام کے قانونِ شہادت کے مطابق قابل قبول نہ تھیں۔ لہٰذا مقدمہ خارج ہوگیا۔ اسلام کے اس قدر بے لاگ انصاف کو دیکھ کر شریک مقدمہ یہودی اسلام لے آیا۔ چنانچہ سربراہِ مملکت کو حاصل خصوصی تحفظات ہوں یا ممبران اسمبلی کا استحقاق ہو، یہ سب غیر اسلامی چیزیں ہیں۔ اسلام میں خلیفہ کو بھی کوئی خصوصی تحفظ یا مقامِ امتیاز حاصل نہیں ہے۔

البتہ اگر یہ ضرورت محسوس ہو کہ کہیں غیر ذمہ دار قسم کے لوگ ہر وقت خلیفہ کو مقدمے بازی ہی میں نہ پھنسائے رکھیں تو سدباب بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس معاملے میں حدِ قذف پر قیاس کرتے ہوئے اس طرح حل نکالا جا سکتا ہے کہ خلیفۂ وقت پر جھوٹا اور غلط مقدمہ دائر کرنے والے شخص کو بھی سزا دینے کا قانون بنا دیا جائے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق احمد حیات کی والدہ وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0334-5407928

☆ حلقہ لاہور غربی کے ناظم بیت المال محمد بن عبدالرشید رحمانی کے چھوٹے بھائی وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0321-4749205

☆ مرکز تنظیم اسلامی ’’دارالاسلام‘‘ چوہنگ، لاہور معاون ناظم اعلیٰ تجمل حسن میر کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0346-4456700

☆ سابقہ معتمد عمومی تنظیم اسلامی چودھری غلام محمد مرحوم کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

قادیانیوں کا مقدمہ اور چند بنیادی سوالات

محمد ندیم اعوان

یہ ایک آسان فہم بات ہے کہ پیشہ ورانہ طور انسان کی وابستگی جس شعبے کے ساتھ ہوتی ہے، اُسے متعلقہ شعبے کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ کا حوالہ دے کر ہی مخاطب کیا جاتا ہے، مثلاً بچوں کو پڑھانے والے شخص کو ''استاد جی'' کہہ کر پکارا جاتا ہے، اخبار میں لکھنے والے شخص کو ''لکھاری'' کہا جاتا ہے، قلم کی نوک پلک سنوارنے والے شخص کے لیے ''ایڈیٹر'' کا نام استعمال کیا جاتا ہے، کسی واقعے کی منظرکشی کے لیے چنیدہ الفاظ استعمال کرنے والے شخص کو ''ادیب'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اسی طرح انسانوں میں جو صفت سب سے نمایاں ہوتی ہے، وہ نمایاں صفت معاشرے میں اُس کی پہچان بن جاتی ہے اور پھر بسا اوقات لوگ اُسے نام سے نہیں بلکہ اُس کی صفات سے جانتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص ذوالحجہ میں حج بیت اللہ کی زیارت کو جائے تو اُسے لوگ حاجی صاحب کے نام سے پہچانتے ہیں۔ دوسرا شخص اپنے مال کے ذریعے لوگوں کی دادرسی کرتا ہے تو وہ ''سخی'' کہلانے لگتا ہے۔ تیسرا شخص دھوکہ دہی، جھوٹ، فراڈ، ملاوٹ اور اس جیسی دیگر قبیح صفات سے پرہیز کرتا ہے تو معاشرے میں اُسے ''دیانت دار'' تصور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ دوسروں کے گھروں کو لوٹتے ہیں اُنھیں ''ڈاکو'' کہا جا سکتا ہے، جو شاہراہوں پر چھینا جھپٹی میں ملوث ہوتے ہیں اُنھیں ''راہزن'' کہتے ہوئے کسی کو عار محسوس نہیں ہوتی تو پھر اُن لوگوں کے بارے میں ''کافر'' کا لفظ استعمال کرنے میں کیا حرج ہے جو قصداً عمداً دین اسلام کی حقانیت کو چھپاتے ہیں اور اسلام کے نام پر غیر اسلامی عقائد کا پرچار کرتے ہیں۔ جس طرح دنیا والے راہزن، ڈاکو، چور اور قاتل وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے معاشرے کو مذکورہ بالا صفات کے حامل افراد کے نقصان سے تحفظ پر مطلع کرتے ہیں، اسی طرح دین کے بنیادی عقائد سے انکار کرنے والے کو ''کافر'' قرار دے کر مسلمانوں کو اُن کے بارے میں خبردار کرنے اور اُن کے شرور سے ایمان کی سلامتی پر آگاہ کیا جاتا ہے، لیکن اس لفظ کو ہمارے دانشور حضرات نفرت، بغض، عداوت، دشمنی، قتل و غارت اور دہشت گردی جیسے محسوسات و کیفیات میں غوطہ زن ہو کر ادا کرتے ہیں اس لیے بامر مجبوری مذہبی طبقہ کی طرف سے اس لفظ کے استعمال کرنے والوں کو انتہا پسندی کا استعارہ بنا دیا جاتا ہے اور پھر انسانی حقوق کے علمبردار تمام انسانی حقوق کو پامال کرتے ہوئے اپنی توپوں کا رخ مذہبی طبقہ کی طرف موڑ دیتے ہیں، حالانکہ لفظ ''کفر'' کوئی گالی نہیں اور نہ بذات خود اس لفظ میں کوئی قباحت ہے۔ یہ تو بس ایک خاص کیفیت پر حکم لگانے کا نام ہے۔

ہم اس بات کی تائید ہرگز نہیں کرتے کہ اس لفظ کو عام ہونا چاہیے اور ہر شخص کو اس کے استعمال کا حق ہونا چاہیے، لیکن اسلام کے بنیادی عقائد سے انکار کرنے والوں کے ایمان کے بارے میں اگر استفتا کی جائے اور جواب میں اُن کے ایمان کی حقیقت کو واضح کرنے کے لیے لفظ کافر کا استعمال کیا جائے تو اس پر برانگیختہ ہونا عمومی قاعدہ و قانون اور عرف سے انکار کے مترادف ہے۔

بہرحال متبادل کے طور پر ''غیر مسلم'' کا لفظ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن چونکہ لفظ ''غیر مسلم'' استعمال کرنے کے بعد بھی دیگر مذاہب کی طرف نسبت کا اشکال باقی رہتا ہے اس لیے اہل علم حضرات کے فتاویٰ جات میں ''غیر مسلم'' کے ساتھ ''کافر'' کا لفظ کثرت سے پایا جاتا ہے، لیکن اب تو اسلام کے بنیادی عقائد سے انکار اور اسلام کے نام پر غیر اسلامی عقائد کی پرچار پر متعلقہ گروہ کے لیے ''غیر مسلم'' کا لفظ استعمال کرنے کے خلاف بھی واویلا مچایا جارہا ہے اور ہر قسم کی ایمانی تخریب کاری، ڈھیتی فراڈ کے بعد بھی ''غیر مسلم'' کے لفظ سے ''غیر'' ہٹانے پر مصر ہیں۔

قادیانیوں کی طرف سے خصوصاً اور ہمارے ''پڑھے لکھے'' دانشوروں کی طرف سے عموماً ملکی و بین الاقوامی سطح پر اس مغالطہ کو بنیاد بنا کر قادیانیوں کی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ قادیانی حضرات خدا کی وحدانیت، حضرت محمد ﷺ کی رسالت، یوم آخرت اور قرآن مجید پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ دیگر ضروریات دین کو تسلیم کرنے کے باوجود بھی پاکستان کے آئین میں ''غیر مسلم'' قرار دیے جا چکے ہیں جس کے نتیجے میں 1984ء میں صدر ضیاء الحق نے صدارتی آرڈیننس کے تحت قادیانیوں کے انسانی حقوق کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ صدر ضیاء الحق نے آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں پر کون سی پابندیاں عائد کیں اور پاکستان میں قادیانیوں کے کون سے انسانی حقوق متاثر ہو رہے ہیں، نیز مغرب کو افغانستان، لیبیا، عراق اور فلسطین میں لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارنے اور برما کے مظلوم مسلمانوں کی سرعام قتل و غارت گری اور ذلت و رسوائی کا تماشا دیکھنے کے باوجود فقط قادیانیوں کے انسانی حقوق کا غم کیوں کھائے جا رہا ہے؟ امریکا پاکستان میں قادیانیوں کا مقدمہ لڑنے کے لیے کیوں وکیل بنا ہوا ہے۔ یہ وہ چند بنیادی سوالات ہیں جن کی وضاحت انتہائی ضروری ہے، لیکن بہرحال اس مسئلہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ضروریات دین کو تسلیم کرنے کے باوجود قادیانی غیر مسلم کیوں ہیں؟ اس ضمن میں ایک بنیادی اور اصولی بات یہ ہے کہ وحی اور پیغمبر کے تبدیل ہونے سے مذہب کا تبدیل ہو جانا لازمی امر ہے۔ مثلاً یہودی اور عیسائی دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر مانتے ہیں اور تورات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا یقین رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود عیسائیوں کا مذہب یہودیوں سے الگ ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عیسائی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اور انجیل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی اور مسلمان دونوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل پر ایمان رکھتے ہیں لیکن مسلمان چونکہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی اور قرآن کو آخری کتاب مانتے ہیں اس لیے مسلمانوں کا مذہب ''اسلام'' عیسائیت سے الگ ہے۔ جب نئے پیغمبر اور وحی کی بنا پر عیسائیوں کا مذہب یہودیوں سے اور مسلمانوں کا مذہب عیسائیوں سے الگ ہو سکتا ہے تو پھر کس قاعدہ اور قانون کے تحت قادیانیوں کو اسلام کے دائرے میں داخل کرنے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہے۔ حالانکہ 1974ء میں اسمبلی میں قادیانی گروہ کے سربراہ ''مرزا ناصر احمد'' اور لاہوری گروہ کے سربراہ ''مولوی صدر الدین'' مشترکہ طور ''مرزا غلام احمد''

کی نبوت کا اعتراف کر کے اپنے مذہب کی تبدیلی کا برملا اعلان کر چکے ہیں۔ اور ''مرزا غلام احمد'' کی نبوت سے انکار کرنے والے تمام مسلمانوں کو اپنے مذہب کے مطابق کافر قرار دے چکے ہیں، لیکن ہمارے دانشوران پھر بھی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر انسانی حقوق کی آڑ میں نہ جانے کیوں قادیانیوں کو اسلام کے دائرے میں داخل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس رویے کو اسلام دشمنی کے علاوہ اور کیا نام دیا جاسکتا ہے۔

کیا ہمارے ان دانشوروں کو قادیان میں واقع گورداسپور کے علاقے کا پس منظر یاد نہیں۔ تقسیم ہندوستان کے سلسلے اکثریت کی بنیاد پر تقسیم کو عمل میں لایا گیا جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی اُسے پاکستان کا حصہ قرار دے دیا گیا اور جہاں ہندوؤں کی آبادی زیادہ تھی اُسے بھارت کے حوالے کر دیا گیا۔ لیکن ریڈکلف کمیشن کو قادیان میں واقع گورداسپور کی تقسیم کا مسئلہ درپیش تھا۔ اس علاقے میں قادیانیوں کی اکثریت تھی، اگر قادیانی خود کو مسلمان ڈکلیئر کرتے تو گورداسپور کو مسلمان اکثریت قرار دے کر پاکستان کے حوالے کر دیا جاتا، لیکن اُس زمانے میں قادیانیوں کے سربراہ ''مرزا غلام احمد کے بیٹے اور طاہر احمد کے والد'' مرزا بشیر الدین محمود'' نے خود کو مسلمانوں سے الگ ڈکلیئر کیا، چنانچہ ریڈکلف کمیشن نے گورداسپور کو غیر مسلم اکثریت قرار دے کر بھارت کے حوالے کر دیا اور اسی راستے سے بھارت نے کشمیر پر چڑھائی کر کے قبضہ کر لیا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کا خون بہایا گیا، خواتین کی عزتیں پامال کی گئیں اور معصوم بچوں اور بچیوں کو گولیوں کی بوچھاڑ سے چھلنی کر دیا گیا۔ آج بھی کشمیر میں بسنے والے لاکھوں مسلمان اپنے انسانی حقوق کی بحالی اور بھارت کے تسلط سے آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ قائد اعظم محمد علی جناح کے جنازے پر اُس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ ''چودھری ظفر اللہ خان'' کی حاضری کے باوجود نماز جنازہ نہ پڑھنا اور بعد میں پریس کانفرنس کے دوران بانی پاکستان کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں یہ کہنا کہ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ یا مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے اس بات کی شہادت کے لیے کافی ہے کہ قادیانیوں کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی علاقہ نہیں، لہٰذا اُنھیں اسلام کے دائرے میں داخل کرنے کے لیے حیلے بہانے تلاش کرنا اور جواز گھڑنا غیر آئینی اور غیر اخلاقی فعل ہے۔

اب جب اصولی، تاریخی اور آئینی طور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں تو اُنھیں اپنے مذہب کو اسلام کے لبادے میں پیش کرنے اور اپنی سرگرمیوں کے لیے خالص اسلامی اصطلاحات کو استعمال کرنے کا حق حاصل نہیں۔ کیونکہ مذہب کی تبدیلی کے باوجود کسی دوسرے مذہب کی پہچان کو بنیاد بنا کر اپنے عقائد و نظریات کا پرچار کسی بھی مذہب کے اصولوں کے خلاف ہے، لیکن اسمبلی سے قادیانیوں کو غیر مسلم ڈکلیئر کرنے کے بعد بھی وہ اسلامی اصطلاحات کو مسلسل استعمال کرتے رہے، جس کے نتیجے میں 1984ء کو صدر ضیاء الحق نے صدارتی آرڈیننس کے تحت اُنھیں اس بات کا پابند کیا کہ وہ اپنے لیے مسلمان کا لفظ استعمال نہیں کریں گے، اسلام کے نام پر تبلیغ نہیں کریں گے، اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہیں گے اور عبادت کے لیے اذان نہیں دی جائے گی بلکہ اذان سے الگ طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اُنھیں حضور ﷺ کے رفقاء و خلفاء کے علاوہ کسی کے لیے صحابی یا خلیفہ اور حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے علاوہ کسی اور خاتون کے لیے ام المومنین کی اصطلاح استعمال کرنے سے بھی منع کیا گیا اور ان اُمور میں سے کسی بھی قسم کی خلاف ورزی کو جرم قرار دیتے ہوئے تین سال تک قید یا جرمانہ کی سزا مقرر کی گئی۔ چونکہ صدارتی آرڈیننس کے ذریعے پاکستان کے نظریاتی دشمن یہودیوں کے کاسہ لیس اور غوشہ چیں قادیانیوں کی سرگرمیوں کو انتہائی محدود کر دیا گیا، تاہم اُنھوں نے صدارتی آرڈیننس کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا جامہ پہنا کر جنیوا میں انسانی حقوق کے کمیشن میں درخواست جمع کی اور پاکستان میں اپنے انسانی حقوق بالفاظ دیگر پابندیوں کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ درخواست پر کارروائی شروع ہوئی تو انسانی حقوق کمیشن میں موجود پاکستان کے ترجمان اور نمائندے کو طلب کیا گیا۔ اتفاقاً اُن دنوں ''مسٹر منصور احمد'' جو ایک معروف قادیانی ہیں جینوا انسانی حقوق کمیشن میں پاکستان کے نمائندہ اور ترجمان تھے۔ جب اُن سے اس بارے میں استفسار کیا گیا تو اُنھوں نے درخواست دہندہ کی تائید کی، جس کے نتیجے میں کمیشن نے قرار داد منظور کی اور بعد میں یہ قرار داد قادیانیوں کی کوششوں کے نتیجے میں امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کے سامنے پیش ہوئی اور کمیٹی نے قرارداد کی روشنی میں پاکستان کی مالی امداد کے ضمن میں دیگر شرائط کے ساتھ اس شرط کو بھی فہرست میں شامل کر لیا کہ'' پاکستان کی امداد کے لیے ضروری ہوگا کہ امریکی صدر ہر سال ایک سرٹیفکیٹ جاری کرے گا جس میں یہ درج ہوگا کہ حکومت پاکستان نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے ازالہ میں نمایاں ترقی کی ہے۔'' (روزنامہ نوائے وقت لاہور 25 اپریل 1987ء، بحوالہ خطبات راشدی)

یہ انتہائی مضحکہ خیز اور تعجب کی بات ہے کہ جس امریکا نے ملکی مفادات اور معاشی بالادستی کی خاطر جنگی جنون میں آ کر چہار دانگ عالم میں جس درندگی اور سفاکی سے انسانی حقوق کے ساتھ کھلواڑ کیا، جس طرح گلی گلی، قریہ قریہ انسانی حقوق کو رسوا کر ڈالا اور مفادات کے حصول کی خاطر جس طرح انسانی حقوق کو سولی پر چھڑا دیا گیا، اُس کا مشاہدہ ہم پچھلے کئی عشروں سے عراق، فلسطین، لیبیا اور افغانستان میں کر چکے ہیں۔ آج وہ امریکا پاکستان میں انسانی حقوق کے تحفظ کا سرٹیفکیٹ جاری کرے گا......؟ اس سے بڑھ کر مرعوبیت اور فکری غلامی اور کیا ہو سکتی ہے۔

دراصل امریکا اور اُن کے ''مسلمان نما'' پجاریوں سے پاکستان کے اسلام پسند اور دیگر عام شہریوں کی زندگیوں میں اسلام کا بڑھتا ہوا اثر و رسوخ اور معاشرتی کردار برداشت نہیں ہوتا، چنانچہ قادیانیوں کے لیے انسانی حقوق کے تحفظ کی آڑ میں اسلام کی اجتماعیت کو نشانہ بنا کر اِسے ہر شخص کا ذاتی اور انفرادی معاملہ قرار دینا ہے جس کے لیے ملکی و بین الاقوامی سطح پر مسلسل کوششیں کی جاری ہیں۔ ان کے پاس کوئی دوسرا مسئلہ بھی تو نہیں ہے جس کو ہتھیار بنا کر اسلام پر تنقید کی جاسکے، تاکہ اپنے دل کی بھڑاس کو ہلکا کیا جائے۔ اس لیے انسانی حقوق کے نام لیواؤں نے اسلام کے معاشرتی، عدالتی، فوجداری اور تعزیراتی نظام کو کڑی تنقید کا نشانہ بنا کر وقتاً فوقتاً اسلام کی مقرر کردہ سزاؤں، قانون قصاص، قانون شہادت اس جیسے دیگر مسائل کو قانونی حیثیت کو ختم کرنے اور مغرب کی منشا کے مطابق قوانین تشکیل دینے کا مطالبہ کیا ہے۔

''دراب پٹیل'' جو پارسی تھے اور پاکستان میں انسانی حقوق کمیشن کے پہلے سربراہ تھے، نے 1987ء میں انسانی حقوق کمیشن کے وجود میں آنے کے بعد حکومت سے مطالبہ کیا کہ'' کمیشن کو بہت سے ایسے قوانین منسوخ کرانے کی کوشش بھی کرنی ہوگی جو یک طرفہ ہیں اور جن سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا راستہ کھلتا ہے۔ اس

سلسلے میں حدود آرڈیننس، قانون شہادت، غیر مسلموں کو مسلمانوں کی شہادت پر سزا دینے کا مسئلہ، قادیانیوں اور احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والا قانون، جداگانہ انتخابات کا قانون، سیاسی جماعتوں کا قانون، یہ سارے قوانین ختم کرنا ہوں گے کیونکہ یہ انسانی حقوق کے منافی ہیں۔'' (روزنامہ نوائے وقت لاہور 25 اپریل 1987ء، بحوالہ خطبات راشدی)

بیگم عاصمہ جہانگیر، جو ایک قادیانی ایڈووکیٹ ''مسٹر جہانگیر'' کی بیوی تھیں، کو اُس وقت پاکستان کے انسانی حقوق کمیشن کے لیے بطور سیکرٹری جنرل منتخب کر لیا گیا تھا۔ اُنھوں نے بھی حدود آرڈیننس اور اسلام کی بعض سزاؤں کو ظالمانہ اور غیر انسانی قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ سنگسار کرنے، پھانسی پر لٹکانے اور موت کی سزا کو فی الفور ختم کیا جائے۔ نیز کوڑے لگانے، ہاتھ کاٹنے اور قید تنہائی کی سزائیں بھی ختم کر دی جائیں اور حکومت کسی بھی شخص کے خلاف بالواسطہ یا بلا واسطہ مذہب یا فرقے کی بنیاد پر کوئی کارروائی نہ کرے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور 27 اپریل 1987ء، بحوالہ خطبات راشدی)

حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ انسانی حقوق کمیشن کی سرگرمیوں اور مطالبات کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنانے کی بجائے اسلام کو مغرب کے تراشیدہ نام نہاد انسانی حقوق کا تابع بنایا جا رہا ہے اور پھر کہیں پارسیوں اور کہیں قادیانیوں کو کمیشن کا سربراہ اور سیکرٹری مقرر کیا جا رہا ہے۔ ان کا یہ طرزِ عمل اس بات کا ثبوت ہے انسانی حقوق کے حوالے اسلام کی تعلیمات ناکافی اور نامکمل ہیں، لہٰذا اب پارسی اور قادیانی انسانی حقوق کی رہنمائی کریں گے۔ دراصل پاکستان میں نام نہاد انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والوں کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اِنھوں نے مسلمان گھرانوں میں جنم لیا ہے جس کے لیے وہ اپنے رازق مالک امریکا کے آگے انتہائی شرمندہ ہیں۔ اس لیے اپنے آقاؤں کے فرمان پر قادیانیوں کو زبردستی اسلام کے دائرے میں داخل کرنے اور وقتاً فوقتاً اسلام پر اعتراضات کی صورت میں اسلام بے زاری اور اپنے معبود امریکا کی وفاداری کا ثبوت پیش کرنا ان کی مجبوری ہے، تاکہ اپنی شرمندگی کو کسی حد تک کم کیا جا سکے اور اپنے مالک امریکا کو خوش کیا جا سکے۔

❀❀❀

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی، عقب (Admor) ایڈمور پٹرول پمپ نزد سر صاحب زادہ پبلک سکول، پرانا حاجی کیمپ، جی ٹی روڈ، پشاور'' میں

مبتدی تربیتی کورس

21 تا 27 اپریل 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 091-2262902 / 0345-9183623, 0334-8937739

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت : (042)35473375-79

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''دار الاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور'' میں

(25 تا 28 اپریل 2019ء) (بروز جمعرات نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت : (042)35473375-79

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد'' میں

25 تا 28 اپریل 2019ء (بروز جمعرات نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-7223010، 0321-6096068

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت : (042)35473375-79

امیر تنظیم اسلامی کا حلقہ گوجرانوالہ میں چار نئے مراکز کا افتتاح

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید، ناظم حلقہ گوجرانوالہ جناب شاہد رضا کے ہمراہ صبح نو بجے مقامی امیر گجرات علی جنید میر کے ہاں پہنچے۔ جہاں راقم الحروف، ڈاکٹر عبدالسمیع اور رفقاء واحباب گجرات مرکز مسجد تقویٰ میں پہلے ہی سے جمع تھے۔ جنہوں نے آنے والوں کا استقبال کیا۔ پروگرام کی نقابت کی ذمہ داری مقامی امیر نے ادا کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن حکیم اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ بعدازاں تمام رفقاء واحباب کا فرداً فرداً امیر تنظیم اسلامی سے تعارف کروایا۔ جس کے بعد مقامی امیر کی درخواست پر امیر تنظیم اسلامی نے سورۃ العصر کے ذریعے مختصر انداز سے ''ایمان کا سبق'' تازہ کیا۔ پروگرام کے آخری حصہ میں بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ 15 احباب نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ دعا کے بعد مقامی امیر نے مسجد تقویٰ سے ملحقہ نئی تعمیر کا امیر تنظیم اسلامی کو مشاہدہ کروایا۔ پھر پروگرام کے مطابق تمام رفقاء امیر تنظیم اسلامی کے ساتھ ہی گاڑیوں پر بصورت قافلہ جلالپور جٹاں کے نوتعمیر شدہ مرکز و مسجد کے افتتاح کے لیے روانہ ہوئے۔ دوران سفر مقامی امیر نے درخواست کی کہ امیر محترم اس مسجد میں فرقہ واریت سے بالاتر ہوکر دین کے تقاضوں کی ادائیگی پر خصوصی زور دیں۔ چنانچہ یہ ذمہ داری امیر محترم کی جانب سے راقم الحروف کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ تقریباً ساڑھے بارہ بجے جلالپور مرکز پہنچے۔ جہاں رفقاء واحباب نے آنے والوں کو خوش آمدید کہا۔ تلاوت و نعت کے بعد مجوزہ عنوان کے تحت راقم نے چند نصیحتیں کیں۔ جس کے بعد بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر ایک حبیب نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

جلالپور کے بعد تمام رفقاء ایک تیسرے نوتعمیر شدہ مرکز کے افتتاح کے لیے امیر محترم کے ہمراہ ہوئے۔ لورائے گاؤں میں تعمیر شدہ مرکز و مسجد میں موجود رفقاء نے ان کا استقبال کیا۔ پھر وہاں نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز کے بعد تلاوت قرآن حکیم اور نعت رسول مقبول ﷺ کے بعد امیر محترم نے مسجد کی اہمیت و مقام کو مسجد نبوی کی روشنی میں واضح کیا۔ اور لوگوں کو فرقہ واریت اور تمام تعصبات سے بالاتر ہوکر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے تمام تقاضے پورے کرنے کی طرف واضح الفاظ میں متوجہ کیا۔ بیعت مسنونہ سے قبل امیر محترم نے مقامی امیر گجرات کو تنظیم کا تعارف کروانے کا حکم دیا۔ جس کے بعد بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ یہاں 9 لوگوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ تقریباً 100 لوگ پروگرام میں شریک تھے۔ علاقے کے مختلف مسالک کے علماء و خطباء نے امیر محترم سے فرداً فرداً ملاقات کر کے ان کے بیان شدہ مقاصد تنظیم کو بہت سراہا۔ بعدازاں گجرات تنظیم کے رفقاء کی بڑی تعداد پھالیہ میں نوتعمیر شدہ مرکز کے افتتاح کے لیے امیر محترم کے ہمراہ ہوئی۔ تقریباً ساڑھے چار بجے یہ قافلہ پھالیہ پہنچ گیا۔ پونے 5 پر نماز عصر ادا کی گئی۔ نماز عصر کے بعد رفقاء نے آرام کیا۔ نماز مغرب امیر محترم کی امامت میں ادا کی گئی۔ جس کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ پھالیہ کے امیر جناب ڈاکٹر مشتاق احمد نے نقابت کی ذمہ داری ادا کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن حکیم اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ بعدازاں مقامی امیر نے رسالت کے مقاصد سے بے توجہی کی طرف متوجہ کرتے ہوئے مقررہ عنوان ''اسلام، پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں'' کے لیے کچھ تمہیدی کلمات ادا کیے اور امیر تنظیم اسلامی کو خطاب کی دعوت دی۔ امیر محترم نے مقررہ عنوان میں تھوڑی سی تبدیلی (پاکستان کا معجزانہ قیام اور ہماری ذمہ داریاں) کر کے مختصر مگر جامع و مدلل خطاب فرمایا۔ دعا سے قبل بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا جس میں 4 احباب نے بیعت کی۔ اس کے بعد نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ پھالیہ کے اس افتتاحی پروگرام میں اسرہ لالہ موسیٰ کے بھی پانچ رفقاء نے شرکت کی۔

عشائیہ کے بعد تمام رفقاء اور امیر محترم تقریباً رات ساڑھے نو بجے اپنے اپنے شہروں کی جانب روانہ ہوئے۔ اس طرح مجموعی طور پر بحمد للہ چار مراکز کا افتتاح ہوا اور 19 لوگوں نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔

تمام پروگرام اللہ تعالیٰ کی تائید غیبی ہی سے فاصلاتی مشکلات کے باوجود بروقت اور بھرپور انداز میں منعقد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تمام کاوشوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

(رپورٹ: رفیق تنظیم اسلامی)

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم کی ہمشیرہ، صوم صلوٰۃ کی پابند، تعلیم ایم اے اسلامیات اور ایم اے ایجوکیشن، سکول ٹیچر، خلع یافتہ، عمر 38 سال کے لیے دیندار، تعلیم یافتہ اور برسر روزگار فرد کا رشتہ درکار ہے۔ راولپنڈی/اسلام آباد کا رہائشی قابل ترجیح ہوگا۔

برائے رابطہ: 0321-5880079

☆ خاتون، عمر 40 سال، تعلیم ایم کام، الہدیٰ سے دینی کورس، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کا رہائشی قابل ترجیح۔

برائے رابطہ: 0311-2330078

☆ عمر 46 سال، سویڈن میں مقیم، یورپین گرین کارڈ ہولڈر، برسر روزگار، مغل چغتائی فیملی سے تعلق، کے لیے دینی مزاج کی حامل خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ خاتون کو شوہر کے ساتھ سویڈن میں ہی رہنا ہوگا۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ کسی قسم کے جہیز کی کوئی ڈیمانڈ نہیں۔

برائے رابطہ: 0046793497302

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، زیر تعلیم بی ایس آنرز اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی)، تعلیم دین کورس مکمل، خوب سیرت، قد 5.6، دینی مزاج کی حامل کے لیے نیک اور تعلیم یافتہ لڑکے کے والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0300-8808225

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، تونسہ شریف کے سینئر ملتزم رفیق جناب رضا محمد گجر بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ

لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

TANZEEM-E-ISLAMI

Press Release: 08 April 2019

Seminar on the topic "Islamophobia" held under the auspices of Tanzeem-e-Islam

Lahore (PR): A seminar entitled "Islamophobia" was held under the auspices of Tanzeem e Islami at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.

While addressing the seminar, the Ameer of Tanzeem e Islami, **Hafiz Aakif Saeed**, said that there are two categories of people who exhibit the syndrome of Islamophobia. The first category comprises those who have embraced evil manifestly and want to annihilate the Muslims. These include (Zionist) Jews and (Extremist) Hindus. The second category comprises those people who have become the enemies of Islam and Muslims due to their ignorance, misunderstandings and misinterpretations. The latter have animosity against Islam due to the apparent status and practices of the Muslims of today. He remarked that we (Muslims) are to blame for this state of affairs because not only have we failed in propagating the eternal message of Islam to the world, and thus botched our basic religious obligation, but we have also not been able to practically implement Islam in even a single country of the world to invite others and say that come and look for yourselves, as this is a model of the Islamic System of Collective Justice and Social Welfare that can bring Peace and Justice to the world in genuine terms. The Ameer concluded by noting that Islam has not been established in any of the 58 Islamic countries of the world, which is synonymous to saying that we are siding with Satan in his mission.

While addressing the seminar **Dr. Absar Ahmad** said that on the one hand there are all the claims made by the Modern West about 'democracy', while on the other racism and prejudiced attitude clearly demonstrate the hypocrisy and double standards of the modern Western society. He said that on the one hand the West talks about things such as 'animal rights', yet on the other hand they did not feel even the slightest remorse or shame when perpetrating violence against Muslims, desecrating their mosques or slaughtering them in droves.

While expressing his views in the seminar, the renowned scholar, **Orya Maqbool Jan**, noted that Islamophobia today is not just the subject of Muslims alone. It is being proved on scientific basis, too, that the world (Creation) is moving towards its end. The signs of the Hour and the last age that have been told in the Ahadith are all being fulfilled one after the other. The final battle between the forces of good and evil is nigh. He concluded by saying that we have to asses for ourselves that on which side are we standing and choosing to support?

While addressing the seminar, the spokesperson of Tanzeem-e-Islami, **Ayub Baig Mirza**, said that although the growth of Islamophobia is a truth on its own, but we ought to critically reflect on what we are doing as Muslims. Some of our fellow countrymen question that when almost all Arab countries have recognized Israel, then why do the Muslims of Pakistan feel so much distressed regarding the evil plans of the enemies of Islam? The speaker noted that Allah *(SWT)* has clearly told us in the Holy Qur'an that the Jews and the Polytheists are the worst enemies of Muslims. He added that the Jews want to 'annex' the Holy City of Madinah too – the same Holy City of Madinah which is the spiritual center for the Muslims. Likewise, the Founder of Pakistan had said that Israel is the illegitimate child of the West, while PM Liaquat Ali Khan had plainly refused to recognize Israel by stating that, "Our souls are not for sale". Recognizing the illegitimate Zionist state of Israel is synonymous to committing treason and treachery, on the religious as well as the national levels, the speaker concluded.

Issued by
Ayub Baig Mirza
Markazi Nazim of Press and Publications Section
Tanzeem-e-Islami. Pakistan

Editor's Note: ***This Press Release was issued following the Seminar on the topic "Islamophobia" held under the auspices of Tanzeem-e-Islami on Sunday 7 April 2019 at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.***

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.16

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore